عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | کیم تا ۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۳۴

رشتہ ناتہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات

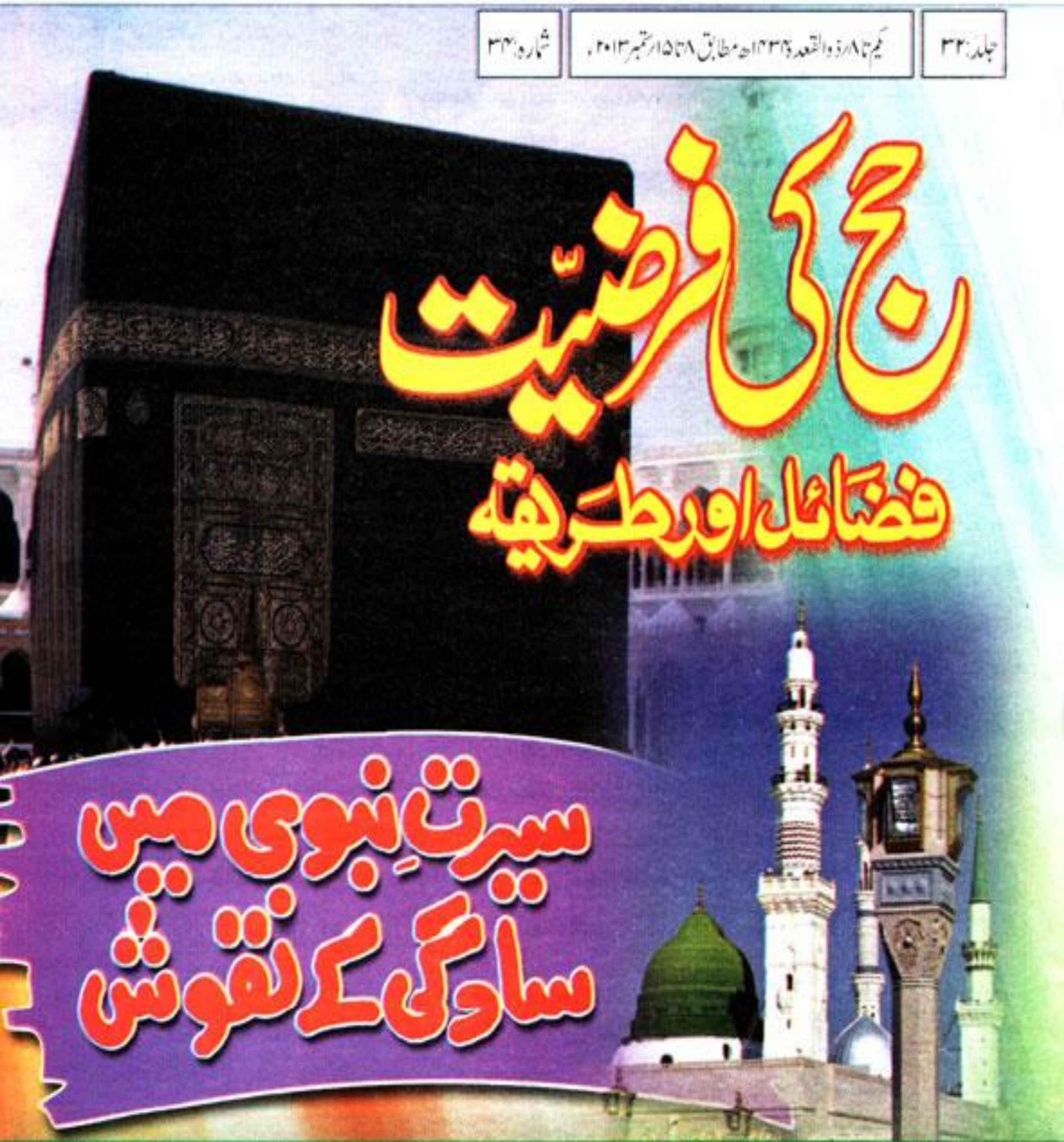

حج کی فرضیت
فضائل اور طریقہ

سیرتِ نبوی میں سادگی کے نقوش

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

سیل رموبائل فون میں قرآن محفوظ کرنا

ابوحسان، کراچی

س:...... سیل رموبائل فون میں قرآن کریم محفوظ کرنا کیسا ہے اور تلاوت کے وقت اس پر ہاتھ لگانا بغیر وضو کے جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ آیات کو اوپر سے نیچے کرنے کے لئے اسکرین کو چھونا ہوتا ہے۔

ج:...... سیل رموبائل فون میں قرآن کریم محفوظ کرنا جائز ہے، مگر موبائل فون چونکہ خود قرآن نہیں ہے، اس لئے بغیر وضو کے اسے چھونا جائز ہے۔ ہاں تلاوت کے وقت وضو کا اہتمام کرلیا جائے تو بہت بہتر ہے۔ سیل رموبائل سیٹ پر تلاوت کرتے ہوئے عربی عبارت پر براہ راست ہاتھ نہیں لگتا، کیونکہ درمیان میں شیشہ حائل ہوتا ہے۔ اس لئے بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز ہے مگر ادب کا تقاضا ہے کہ ہاتھ نہ لگایا جائے بلکہ اس کے لئے اسٹک وغیرہ استعمال کی جائے۔

SMS کے ذریعہ دعوت وتبلیغ

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیل رموبائل فون سے SMS کے ذریعے آیت قرآن کا ترجمہ یا حدیث مبارکہ یا دعوت و تبلیغ کا کوئی مضمون کسی کو سینڈ کرنا بغیر کسی مستند حوالہ کے جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اکثر اس قسم کے میسج آتے ہیں دینی بات کے حوالہ سے مگر اکثر اوقات اس کا کوئی حوالہ نہیں ہوتا۔ بعض مرتبہ حضرت علیؓ کا قول اور فرمان کے نام سے کوئی بات نقل کی جاتی ہے اور اس کا بھی کوئی مستند حوالہ نہیں ہوتا، بعض مرتبہ میسج میں زور دیا جاتا ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد ضرور آگے فارورڈ کریں، کیا اس طرح کے میسج آگے فارورڈ کرنا چاہئیں یا نہیں؟

ج:...... لوگوں کی اصلاح کی غرض سے مستند حوالہ کے ساتھ آیت قرآن کا ترجمہ یا حدیث مبارکہ یا دعوت وتبلیغ کا پیغام SMS کے ذریعے بھیجنا جائز ہے، لیکن باحوالہ اور مستند ہونا ضروری ہے اور اگر تحقیق نہ ہو تو اس پیغام کو آگے فارورڈ نہ کیا جائے بلکہ ختم کردیا جائے، بلا تحقیق پیغام پھیلانا شرعاً کوئی پسندیدہ اور ثواب کا کام نہیں بلکہ اگر مضمون شرعی لحاظ سے غلط ہوا تو یہ گناہگار ہوگا اور وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔

نماز کے دوران موبائل فون بجنا

س:...... نماز کے دوران اگر موبائل فون بجنے لگے تو کیا کرے؟ ایک شخص کا فون بجا تو اس نے سلام پھیر کر فون بند کردیا اور دوبارہ نماز میں شامل ہوگیا، کیا اس کا یہ فعل شرعاً درست ہے؟

ج:...... نماز کے دوران اگر موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگے تو اسے بند کردینا چاہئے پہلے عمل قلیل یعنی معمولی حرکت کے ذریعے بند کردے جس طرح بھی ہوسکے اور اگر معمولی حرکت کے ذریعے بند نہ ہو اور فون کی گھنٹی مسلسل بجتی رہے تو سلام پھیر کر فون بند کرے اور دوبارہ نماز میں شامل ہوجائے۔ اس لئے کہ اگر فون بند نہیں کرے گا تو تمام نمازیوں کی نماز متاثر ہوگی بلکہ اگر واہیات گانے کی ٹون ہو تو نماز مکروہ ہوجائے گی تو اس سے بچنے کے لئے پہلے عمل قلیل کے ذریعے فون بند کرنے کی کوشش کرے ورنہ سلام پھیر کر بند کرے اور دوبارہ نماز میں شامل ہوجائے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں امام صاحب جماعت کھڑے ہونے پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ صفیں سیدھی کرلیں، ٹخنوں سے ٹخنے اور کندھوں سے کندھے ملالیں، موبائل فون بند کرلیں اور شلوار ٹخنوں سے اوپر کرلیں، کیا امام کا اس طرح اعلان کرنا ضروری ہے؟ اور کیا شلوار ٹخنوں سے اوپر کرنا لازمی ہے؟

ج:...... شلوار یا پینٹ ٹخنوں سے نیچے رکھنا مردوں کے لئے ہر حال میں گناہ کبیرہ ہے اور جماعت کے کھڑے ہوتے وقت امام صاحب یاددہانی کرادیتے ہیں تاکہ لوگ کم از کم نماز کی حالت میں اس گناہ کبیرہ سے بچیں اور نماز کا اجر وثواب پورا پورا ملے۔ پائچے ٹخنوں سے نیچے کرنے کے بارے میں حدیث میں سخت وعید بیان ہوئی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے جو ٹخنے شلوار وغیرہ سے ڈھکے ہوئے ہوں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ عن ابی هريرةؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. وعن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ينظر الله الى من جر ثوبه خيلاء.....الخ.

(صحیح بخاری ص:۳۸۳، ج:۲، طبع رحمانیہ)

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — یکم تا ۸/ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ستمبر ۲۰۱۳ء — شمارہ:۳۴

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میوایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سرزمین انبیاء پر مظالم کا مداوا کون کرے گا؟	۵	محمد اعجاز مصطفی
حج کی فرضیت، فضائل اور طریقہ	۷	مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی
سیرت نبوی میں سادگی کے نقوش!	۱۱	مولانا مجیب الرحمٰن دیوزگی
حضرت بنوریؒ بحیثیت قائد تحریک ۱۹۷۴ء	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
گستاخان رسالت کا عبرتناک انجام (۳)	۱۵	، ، ، ،
رشتہ ناطہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات	۱۹	مولانا ابومحمد علوی
مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات (۳)	۲۲	شیخ راحیل احمد، جرمنی
راہ حق بھولا ہوا مسلمان	۲۶	چوہدری افضل حقؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اہلِ جنت کی کتنی صفیں ہوں گی؟

"حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، اَسّی صفیں اس اُمت کی، اور چالیس صفیں باقی اُمتوں کی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبے میں قریباً چالیس آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کرکے فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم (یعنی تمام اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے افراد) اہلِ جنت کا چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ: جی ہاں! (ہم اس پر راضی ہیں)، فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہلِ جنت میں تہائی ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم نصف اہلِ جنت ہو؟ (اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اس کا جواب اثبات میں دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اس کے قبضے میں ہے! بے شک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم (کم از کم) نصف اہلِ جنت ہوگے، اس کی وجہ یہ ہے کہ) جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو مسلمان ہو، اور تم اہلِ شرک کے مقابلے میں اس سفید بال کی طرح ہو جو سیاہ رنگ کے بیل کی کھال میں ہو، یا اس سیاہ بال کی طرح ہو جو سرخ رنگ کے بیل کی کھال میں ہوتا ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۷، ۷۸)

یہ قبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منیٰ میں نصب کیا گیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے، اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا، اس میں یہ بشارت سنائی تھی۔

پہلے چوتھائی، پھر تہائی، پھر نصف کا ذکر فرمانا سامعین کی مسرت میں اضافے کے لئے تھا، اور آخر میں جو فرمایا کہ: مجھے اُمید ہے کہ تم نصف اہلِ جنت ہوگے، اس میں زیادہ کی نفی نہیں، چنانچہ متعدد اَحادیث میں یہ مضمون ہے کہ اس اُمت کی تعداد اہلِ جنت میں دو تہائی ہوگی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث بھی اسی کی مؤید ہے کہ جس میں فرمایا گیا ہے اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، اَسّی صفیں اس اُمت کی، اور چالیس صفیں دُوسری اُمتوں کی۔

اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے ہمیشہ راضی ہوں گے

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائیں گے: اے اہلِ جنت! وہ کہیں گے: ہم حاضر ہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم راضی بھی ہوگئے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم کیوں راضی نہ ہوں جبکہ آپ نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: میں تمہیں اس سے بڑھ کر ایک نعمت عطا کرتا ہوں، وہ عرض کریں گے: اب اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہوگی؟ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے: وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے تم پر اپنی رضا نازل کردی، میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۹)

حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی تمام نعمتوں سے بڑھ نعمت ہے، اس کے مقابلے میں دُنیا کی نعمتیں ہی نہیں، جنت کی نعمتیں بھی ہیچ ہیں، اور درحقیقت جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی کا محل ہے۔ دُنیا میں بندے کی تگ ودو اور سعی وعمل کا اعلیٰ ترین مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے، اور بندے سے حق تعالیٰ شانہٗ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں اپنے مولائے کریم سے راضی ہو، یعنی بندہ اپنی رضا کو رضائے الٰہی میں فنا کردے۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ: "دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ میری خواہش کے مطابق ہوتا ہے!" لوگوں کو ان کی اس بات پر تعجب ہوا تو فرمایا: میں نے اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے مٹا دیا ہے، دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو رہا ہے اور میری رائے مشیتِ الٰہی کے تابع ہے، اس لئے جو کچھ ہو رہا ہے گویا میری خواہش کے مطابق ہو رہا ہے۔

جس بندے کو مقامِ رضا حاصل ہو، وہ تمام افکار سے آزاد ہو جاتا ہے، اسباب کی حد تک وہ فکر واہتمام ضرور کرے گا، اس کے بعد اس معاملے کو حق تعالیٰ شانہٗ کے سپرد کردے گا اور قضا وقدر کا جو فیصلہ بھی رُونما ہو وہ اس پر راضی ہوگا، ایسا شخص درحقیقت بڑی راحت میں ہے۔

☆☆..........☆☆

محمد اعجاز مصطفی

اداریہ

سرزمین انبیاء پر مظالم کا مداوا کون کرے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

زمانہ حال افراد انسانی خصوصاً امت مسلمہ پر اس انداز میں اپنا سفر طے کر کے زمانہ استقبال کی طرف بڑھ رہا ہے کہ ہر طلوع ہونے والا دن سابقہ دن کے اعتبار سے ظلم وستم، جور وجبر، دہشت وبربریت، قتل وغارت گری میں اپنی مثال آپ ہے۔ حاکم ہوں یا رعایا ہر ایک پر ایسی مدہوشی اور غفلت کا عذاب مسلط ہے کہ کسی کی سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ ان مظالم اور مفاسد سے نکلے تو کیسے نکلے؟ اس کا مداوا کرے تو کیسے کرے؟ حکمران ہیں تو ان حالات کی ابتری کا الزام اپنی رعایا پر لگا رہے ہیں اور رعایا ہے تو وہ اس قتل وقتال اور ظلم وفساد کی وجہ سے حکمرانوں کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ امت مسلمہ پر اغیار کے مکائد ومصائب کا تسلط دن بدن بڑھ رہا ہے اور ان کے ظلم وستم کا آہنی شکنجہ اور دائرہ مسلم عوام کے خلاف مزید تنگ سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ نوبت بایں جا رسید کہ نام نہاد مسلم حکمران اپنی ہی مسلم رعایا پر ٹینک چڑھا کر اور ان پر زہریلی گیس کے بم برسا کر اس طرح ان کو صفحہ ہستی سے مٹا کر موت کی آغوش میں دے رہے ہیں جس طرح گنے کو رس نکالنے کے لئے مشین کے منہ میں دیا جاتا ہے۔ مسلم بچے، بوڑھے، مرد، عورت، عالم، جاہل سب اپنے ہی بعض نام نہاد مسلم حکمرانوں کے ظلم وجور کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور دوسرے مسلم حکمران بجائے ان کو سمجھانے اور ان مظالم کے روکنے کے الٹا ان کو مادی امداد دے کر اور ان کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول کر انہیں یہ شہ دے رہے ہیں کہ ان کا صفایا کیا جائے اور ان کو کسی تحریک یا کسی مطالبے کے قابل نہ رہنے دیا جائے اور نہ ہی ہم حکمرانوں کے اقتدار کے لئے خطرہ بننے والے کسی فرد کو زندہ چھوڑا جائے۔ کافر ہیں تو وہ اپنی جگہ خوش ہیں حقوق انسانی کا ڈھنڈورا پیٹنے والی نام نہاد ادارے اور جماعتیں ہیں تو ان کو سانپ سونگھ گیا ہے اور وہ اپنے ان باوفا سلطانوں، بادشاہوں اور حکمرانوں کو تھپکیاں بھی دے رہے ہیں اور انہیں اقتدار کے لالچ کی صورت میں شاباشی اور انعام بھی دے رہے ہیں۔ ہمیں رونا تو اس پر آتا ہے کہ امت مسلمہ کے زعماء، مذہبی اور سیاسی قائدین بھی اس پر چپ سادھے ہوئے ہیں اور اپنی عوام کو کوئی لائحہ عمل دینے کی بجائے سرکاری طور پر مظالم ڈھانے والی فورسز کے حق میں فتاویٰ بھی جاری کئے جا رہے ہیں، جیسا کہ ۲۴ اگست کے اخبارات میں یہ خبر موجود ہے۔ اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے محترم سیلانی صاحب کا کالم ”سیاست دانوں سے معذرت“ جو ہمارے دل کی آواز ہے بعینہٖ اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”اس خاتون کی آواز بھرائی ہوئی تھی، وہ رو رہی تھی اور اس کی گلوگیر آواز میں احتجاج تھا، شدید احتجاج۔ وہ روزنامہ ”امت“ کی ایک عمر رسیدہ قاریہ تھیں۔ سیلانی نے ان کا نام نہیں پوچھا تھا، وہ انہیں ماں جی کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔ ماں جی کا ایک ایک لفظ کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا اور سیلانی کانپ کانپ جا رہا تھا، وہ فرما رہی تھیں: کیا ہمیں جواب نہیں دینا ہوگا؟ کیا ہم سے سوال نہیں ہوگا.... ہم اور کچھ نہیں کر سکتے تو کیا ہاتھ اٹھا کر دعا بھی نہیں کر سکتے۔ جب سوچتی ہوں کہ وہ پھول سے بچے کس طرح سسک سسک کر دم توڑ رہے ہوں گے تو.... شدت جذبات سے ماں جی کی آواز پھر رندھ گئی۔

سیلانی کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

”میں خود بچوں والی ہوں، نانی، دادی ہوں، میری پوتی فاطمہ پانچ برس کی ہے بالکل گڑیا جیسی.... بیٹا! آپ بھی باپ ہو، شیشہ خان اور غیب

الرحمٰن کا ذکر کرتے رہتے ہو، ناں.... وہ سڑکوں پر تڑپتے ہوئے معصوم بھی کسی کے شیث خان ہوں گے، بتاؤ ہوں گے کہ نہیں؟'' یہ سیلانی کیا جواب دیتا، سر جھکائے سنتا رہا۔ شام کے شہر دمشق میں جو کچھ ہوا ہے اسے ظلم کہنا ظلم سے زیادتی ہوگی۔ اس کریہہ بھیانک غیر انسانی فعل کے لئے لغت میں کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔

سیلانی جمعرات کو امت اخبار نہیں پڑھ سکا تھا، اسے صبح سویرے ہی ضمنی الیکشن کا ڈراما دیکھنے کے لئے جانا تھا، وہ ہاکر کے آنے سے پہلے ہی گھر سے نکل گیا۔ اس کے علم میں نہیں تھا کہ آج کے اخبارات کی کیا شہ سرخیاں، مضامین، اداریے اور کالم ہیں۔ اس انسانی ذبیحہ کا علم اسے گلشن معمار کی عفیفہ حیدر کے ایس ایم ایس سے ہوا۔ عفیفہ نے بتایا کہ اس نے تو اخبار میں ان تصاویر پر سیاہ مارکر پھیر دیا کہ امی نے دیکھ لیں تو ان کی حالت خراب ہو جائے گی۔ عفیفہ ایک حساس لڑکی ہے۔ اس نے آخر میں وہی سوال کیا جو اس وقت ایک ماں سیلانی کے سامنے لئے ہوئے تھیں۔

عالمی ابلیسی طاقتیں مصر میں جو کھیل کھیل رہی ہیں، شام میں اس کی انتہا ہوگئی، بشارالاسد کی فوجوں نے دمشق کے نواح میں اپنے مخالفین کو چن چن کر مارنے کی بھی زحمت نہیں کی، ان علاقوں کی فضا کو آلودہ کردیا، کیمیائی گیس بم پھینک دیئے، لوگ گھٹ گھٹ کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے، شیر خوار بچوں کی مائیں اپنے بچوں کو سینوں سے لگائے جائے امان کی تلاش میں بھاگ رہی تھیں اور ان کے لئے کہیں جائے امان نہیں تھا، ان کے بچوں کے ناک اور منہ سے خون بہنا شروع ہوگیا وہ آلودہ زہریلی فضا میں سانس لینے کے لئے منہ کھولتے اور پھر پانی سے نکلی ہوئی مچھلیوں کی طرح تڑپ تڑپ کر مرنے لگتے۔ دمشق کے نواح میں موت راج کرنے لگی، بشارالاسد کے ابلیسی فوجی فتح کا جشن منانے لگے اور یہ بھول گئے کہ انہوں نے بھی کسی ماں کی کوکھ سے جنم لیا ہے اور ان کی بیویوں نے بھی ان کی نسل کو جنم دیا ہے۔ معصوم بھولے بھالے بچے جو بشارالاسد کا نام بھی نہ جانتے ہوں گے، انہیں صرف اس لئے موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا کہ وہ ان علاقوں میں سانس لیتے ہیں جہاں سے بشارالاسد کو چیلنج کیا جاتا ہے۔

سیلانی سے مخاطب ماں جی مسلمان حکمرانوں کو بے نقط سنا رہی تھیں، سیدھی سادی ماں جی شاید یہ سمجھ رہی تھیں کہ سیلانی کی پہنچ خادمین حرمین شریفین، عرب شیوخ سمیت تمام بے حس مسلم حکمرانوں تک ہے۔ وہ ان کے ضمیر جھنجھوڑ ڈالے گا۔ سیلانی سر جھکائے موبائل فون کا ریسیور کان سے لگائے، چپ چاپ سنتا رہا کہ وہ یہی کر سکتا تھا۔ ماں جی عالم اسلام کے بے حس بادشاہوں اور جمہوری حکمرانوں کو کوسنے کے بعد کہنے لگیں: ''افسوس تو اپنے علماء پر ہے انہیں کیا ہوگیا ہے، یہ کیوں چپ ہیں، کیا انہیں کوئی ڈر ہے کوئی خوف ہے یہ تو کھل کر بولیں اور کچھ نہیں تو ان شہید بچوں کے لئے ہاتھ ہی اٹھا دیں ان کی جیب سے کیا جائے گا؟''

جی درست کہا آپ نے، اصل مسئلہ ہی جیب کا ہے ان کی جیب سے کب کچھ گیا ہے۔ دمشق، قاہرہ کی بات کریں گے تو ایران، سعودیہ اور امارات سے مال آنا بند ہو جائے گا، رمضان میں سعودی عرب کا نفع بخش عمرہ کیونکر ہوگا، عرب شیوخ سے ریالوں میں زکوٰۃ کیسے لی جائے گی؟ مکہ مدینہ میں سرکاری مہمان نوازی کا لطف کیسے اٹھایا جائے گا؟ سیلانی کا جی چاہا کہ وہ ایک ہی سانس میں یہ سب کہہ دے، مگر ماں جی تو اپنا دکھڑا لے آئی تھیں، سیلانی اپنا دکھڑا کیا سناتا، البتہ اس نے ماں جی کے فون کے بعد ایک دوست سے دارالعلوم کورنگی کے مہتمم اور مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی کا فون نمبر لیا اور انہیں نیند سے بیدار کر ڈالا ''حضرت! میں امت اخبار سے سیلانی عرض کر رہا ہوں۔'' سیلانی نے سلام کے بعد اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: ''آپ کو نیند سے جگانے کی معذرت! میں آپ کے حضور ایک شکایت لے کر حاضر ہوا ہوں کہ آپ بڑے ہیں، بزرگ ہیں، آپ سے ہی بات کرنا مناسب ہے۔''

''ارے بھئی! آج کل بڑا کون ہے سب ہی بڑے ہیں، خیر فرمائیے؟''

''حضرت! مصر، شام میں اتنا کچھ ہو رہا ہے علماء کرام حیرت انگیز طور پر چپ ہیں، کوئی ایک لفظ بولنے کو تیار نہیں؟'' جواب میں دوسری طرف خاموشی چھا گئی، جسے تھوڑی دیر بعد مولانا کی گھمبیر آواز نے سمیٹا۔ (باقی صفحہ ۲۵ پر)

حج کی فرضیت، فضائل اور طریقہ!

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حج کی فرضیت:

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اسی طرح حج، اس کی فرضیت قرآن شریف، حدیث شریف، اجماع اور عقل ہر طرح سے ثابت ہے، اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے، ہر اس شخص پر جو آزاد، عاقل، بالغ، تندرست ہو اور اس کے پاس اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد اتنا زائد ہو کہ اس سے مکہ مکرمہ جانے آنے اور دوران سفر کے اخراجات پورے ہوسکیں، عمر میں ایک بار فرض ہوتا ہے، جس کی ادائیگی زندگی بھر میں ضروری ہوتی ہے، حج کی استطاعت کے ہونے کی صورت میں بھی حج نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہت بُرا قرار دیا گیا ہے اور اس پر بڑی وعید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔" (آل عمران:۹۷)

ترجمہ: "اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ اور جس نے کفر وانکار کیا تو اللہ غنی ومستغنی ہے تمام جہان کے لوگوں سے۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو جلدی کرنا چاہئے۔" اور فرمایا: جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا مرض شدید یا ظالم بادشاہ نے نہیں روکا اور وہ بلا حج مرگیا تو اس کی مرضی جو چاہے کرے، یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔"

قرآن مجید کی مذکور بالا آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حج کا نہ کرنا کفر کی طرح کی بات ہے اور حدیث شریف سے کھلا ہوا اشارہ مل رہا ہے کہ حج کا نہ کرنا گویا اسلام سے رشتہ ناطہ توڑ دینا یا اسلام سے بے تعلقی کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات کے بعد کسی مسلمان کے لئے حج ترک کرنے یا اس کی ادائیگی میں سستی کوتاہی کرنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟ بہت ڈرنے کی بات ہے، حج کی استطاعت ہوتے ہی کسی بھی مسلمان کے لئے زیبا نہیں کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے، کیونکہ خدانخواستہ اگر حج نہ کرسکا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کتنا افسوس ناک مقام ہوگا۔

حج کے فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور اس میں جماع، فحش باتوں اور گناہوں سے بچارہا تو وہ ایسا پاک ہوکر لوٹتا ہے جیسا کہ وہ پیدا ہونے کے وقت بے گناہ تھا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو حاجی سوار ہوکر حج کرتا ہے، اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو پیدل حج کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں۔"

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حج میں خرچ کرنے کا ثواب جہاد میں خرچ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دونوں عمروں کے درمیان ہوں اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔"

عمرہ وحج کا فرق:

عمرہ چھوٹا حج ہے، اس لئے اس کو حج اصغر کہا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حج کو حج اکبر سے تعبیر کیا جاتا ہے، عمرہ اور حج میں فرق یہ ہے کہ حج میں جتنی شرطیں ہیں اور وہ جتنی تفصیل سے ضروری ہیں، اتنی عمرہ میں نہیں ہیں، عمرہ سال کے کسی بھی حصہ میں ہوسکتا ہے، سوائے صرف ان چار پانچ دنوں کے جن میں حج کا وقت مقرر کیا گیا ہے، لیکن حج صرف اپنے مقررہ دنوں میں کیا جاسکتا ہے، عمرہ میں منٰی، مزدلفہ، عرفات جانے اور وہاں کے شعائر ادا کرنے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے، اس میں صرف طواف اور سعی کافی قرار دی گئی ہے جب کہ حج میں ان مذکورہ جگہوں پر بھی جانا اور وہاں کے شعائر ادا کرنا ضروری ہے اور عرفات کی حاضری کے بغیر تو حج ہوتا ہی نہیں۔

حج مبرور:

حج مبرور وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

علماء کہتے ہیں کہ اللہ کے یہاں مقبول حج ہی کا نام حج مبرور ہے، بعض کہتے ہیں کہ جس میں نام ونمود اور دکھاوا نہ ہو وہ حج مبرور ہے، بہرحال حج کی جو بہترین اور اعلیٰ قسم ہوسکتی ہے وہ حج مبرور ہے، ہر مسلمان کو دعا اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ حج مبرور کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

حج کی ادائیگی صحیح ہے؟

۱:.... صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو بلاتاخیر حج کرنا چاہئے، دوسرے سال پر اٹھا رکھنا اچھا نہیں ہے۔

۲:.... ناجائز مال سے حج کرنا حرام ہے۔

۳:.... کسی کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں یا کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ سے یا قرض خواہ سے یا جس سے ضمانت کی ہو، اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے، بلا اجازت حج کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن جس کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج نہ ہوں اس کو اجازت لینا ضروری نہیں ہے، لے لے تو اچھا ہے۔

۴:.... عورت حج میں جائے تو ضروری ہے کہ ساتھ میں شوہر یا محرم یا کوئی ایسا آدمی ہو، جس سے اس کا نکاح درست نہ ہو، جیسے باپ، چچا، بھائی، بیٹا یا دودھ شریک بھائی یا سسر وغیرہ، ایسے ساتھ کے بغیر عورت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، اگر کرے گی تو گناہگار ہوگی۔

حج بدل:

جو ذی حیثیت مسلمان اس درجہ معذور ہوگیا ہے کہ اب خود حج ادا نہ کرسکتا ہو یا اس کا انتقال ہوگیا ہو اور اس کی اولاد اس کی طرف سے نفلی حج ادا کرانا چاہے تو اس کے لئے حج بدل کی صورت ممکن ہے، اس کے لئے کسی ایسے مسلمان کو جو کہ خود اپنا حج کرچکا ہو، اس ذی حیثیت شخص کے وطن سے حرمین شریفین تک پھر واپس اس کے وطن تک کے قیام وطعام وسفر کے تمام ضروری اخراجات دے کر حج کے لئے بھیجا جاسکتا ہے۔

حج بدل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس کی طرف سے حج بدل کررہا ہو اس کی نیت سے اس طرح حج کرے جیسا اپنا حج کرتا، اس کے دیئے ہوئے مصارف کو صرف مقصد سفر اور اس کے ضروری متعلقات میں ہی خرچ کرے اپنی ذاتی ضروریات میں صرف نہ کرے، کھانے پینے نیز قیام کے مصارف بھی حج بدل کے مصارف میں شمار کئے جائیں گے، اگر حج بدل میں بھیجنے والا اجازت واختیار دے دے کہ وہ اپنی مرضی سے آزادانہ طریقہ پر خرچ کرسکتا ہے تو پھر اس کے لئے جائز ہے۔

جن لوگوں نے اپنا حج پہلے کبھی نہ کیا ہو تو ان کو بھی حج بدل میں بھیجا جاسکتا ہے، اس کی کچھ شرطیں اور تفصیل ہے، ایسا کرنے والے کو مفتی سے معلوم کرلینا چاہئے۔

حج شروع کرنے سے قبل کرنے کے کام:

حج سے پہلے تمام گناہوں سے اس طرح توبہ کرنی چاہئے کہ اپنے کئے پر دل سے نادم وشرمندہ ہو اور خدا سے اس کی معافی چاہے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرے، اگر حقوق اللہ (نماز، روزہ) قضا کئے ہیں تو ان کی قضا کرے، کسی آدمی کا کوئی مالی حق اس کے ذمہ ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے اور اگر گالی دی ہے یا مارا ہے غیبت کی ہے تو اس کو بھی صاحب حق سے معاف کرائے، اپنا حق معاف کرانے اور اپنے رشتہ داروں یا دوستوں سے رخصت ہونے اور ان سے دعا کی درخواست کرنے کے لئے خود ان کے گھر جائے اور جب حاجی حج سے واپس آئے تو وہ لوگ اس سے ملنے اور دعا کرانے آئیں۔

حج کا احرام:

اگر آپ قران یا افراد کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچے ہیں تو آپ کا احرام برابر قائم رہے گا اور آپ کو اب حج کے لئے کوئی نیا احرام باندھنا نہ ہوگا، اپنے اسی بندھے ہوئے احرام پر آپ حج کریں گے، لیکن اگر آپ تمتع کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے تھے تو آپ عمرہ پورا کرکے احرام کھول دیں گے اور آٹھویں تاریخ کی صبح کے وقت آپ کو حج کا احرام باندھنا ہوگا، اس کا طریقہ اور نیت اسی طرح کرنا ہوتی ہے جیسی تمتع کی صورت میں کہ عمرہ کے احرام میں آپ منیٰ روانہ ہونے کے دن آٹھویں ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھیں گے اگر فجر کی نماز کے بعد دن نکلنے سے پہلے باندھنا ہو تو احرام کے نفل نماز پڑھے بغیر باندھ لیجئے اور اگر دن نکلنے کے بعد باندھنا ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر باندھئے، نماز سے قبل احرام کی ایک چادر لنگی کی طرح باندھئے اور ایک چادر اوڑھ لیجئے، سلام پھیرنے پر فوراً حج کی نیت کیجئے اور ساتھ ہی تین مرتبہ لبیک پڑھئے:

"لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک" اس کے بعد جو جی چاہے دعا کیجئے۔

منیٰ روانگی:

حتی الامکان کوشش کیجئے کہ آپ کا معلم سویرے ہی آپ کو روانہ کردے، منیٰ مکہ سے تقریباً تین میل ہے، عموماً لوگ موٹر سے جاتے ہیں طاقت ہو اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پیدل بھی بآسانی جاسکتے ہیں، آج منیٰ پہنچ کر کوئی خاص کام نہیں کرنا ہے بلکہ صرف وہاں رہنا ہے، یہ سنت ہے، وہاں آٹھویں نویں کی درمیانی رات گزاری جائے، پانچ نمازیں (آٹھویں کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر) منیٰ میں پڑھی جائیں لیکن بے کار رہنا مناسب نہیں ذکر اور تلاوت میں گزارنا چاہئے۔

عرفات روانگی:

نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لئے

روانہ ہونا ہے، عرفات منیٰ سے ۱۵ کلومیٹر ہے، لوگ پیدل بھی جاتے ہیں، لیکن تھکان کا اندیشہ ہو تو پیدل جانا ٹھیک نہیں ہے، موٹر سے جانا چاہئے، حج کی اس سب نقل و حرکت میں لبیک پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، عرفات پہنچ کر زوال سے پہلے جی چاہے تو آرام کرلیجئے اور کھانے وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہوجایئے، زوال ہوتے ہی وضو کرلیجئے، غسل کرنا مستحب ہے ضروری نہیں ہے، وضو کے بعد اگر کوئی بڑی دشواری نہ ہو تو مسجد نمرہ میں پہنچ جانا چاہئے، امام کی اقتدا میں پہلے ظہر پھر اسی سے متصل عصر کی نماز پڑھنا ہوگا اور اگر آپ کا مکہ مکرمہ میں قیام پندرہ روز سے کم ہو تو آپ امام کے ساتھ قصر کرسکتے ہیں، بشرطیکہ امام مسافر ہو اور اگر امام مسافر نہ ہو اور قصر کرے تو خود چاہے مسافر ہو یا مقیم امام کی اقتدا میں نہ پڑھے بلکہ دونوں نمازوں کو الگ الگ ان کے خاص وقتوں میں چاہے اکیلے یا جماعت کے ساتھ پڑھئے، ظہر پڑھنے کے بعد کوشش کیجئے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، شام تک پورا وقت دعا و استغفار میں، الحاح وزاری اور رونے گڑ گڑانے میں صرف کیجئے، ظہر کے بعد فوراً امام کے ساتھ جبل رحمت کے قریب وقوف کے لئے جانا اور دھوپ میں ہی قبلہ رو کھڑے ہوکر دعا کرنا افضل ہے، مگر دھوپ میں کھڑے ہونے سے ضرر یا تکلیف ہو تو جبل رحمت ہی کے قریب سایہ میں یا اپنے خیمہ ہی میں دعا وغیرہ کرتے رہئے، جب دھوپ کی تیزی کم ہو تو لبیک لبیک پکارتے ہوئے جبل رحمت کے پاس جایئے، جبل رحمت عرفات میں وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وقوف (قیام) فرمایا تھا، یہاں خوب رو رو کر دعائیں کیجئے اور اگر ضرر کے اندیشہ یا کمزوری کی وجہ سے اپنے خیمہ ہی میں رہ گئے اور بیٹھے ہی بیٹھے دعا و استغفار کرتے رہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کھڑے ہوکر وقوف کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے اور اگر جبل رحمت تک جانے میں گم ہونے، دھوپ کی شدت سے بیمار ہونے یا ہجوم میں دھکم پیل کے ساتھ دعا نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو یہی اچھا ہے کہ خیمہ ہی میں پورا وقت جی لگا کر دعا و استغفار اور درمیان درمیان میں لبیک پڑھنے میں گزار دیجئے، دوسری کتابوں میں نیز ان چھوٹے چھوٹے جیبی رسالوں میں جو حاجیوں کو مفت مل جاتے ہیں، لمبی لمبی دعائیں لکھی ہیں، لیکن اگر اتنا بھی کرلیں کہ قبلہ رو کھڑے ہوکر سو بار ''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی ء قدیر '' پھر سو بار ''قل ھو اللہ احد'' پھر سو بار نماز میں جو درود پڑھی جاتی ہے پڑھ کر اپنے اور متعلقین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتے رہیں تو کافی ہے، کسی سے اتنا بھی نہ ہوسکے تو برابر ''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی ء قدیر '' اور '' ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار '' پڑھتا رہے اور جو بن پڑے دعا کرے، آج ہی کا دن اس سارے سفر کا حاصل اور لب لباب ہے، اس کی قدر پہچاننا چاہئے اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہئے۔

مزدلفہ روانگی:

آفتاب ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوجائے، مزدلفہ عرفات سے چھ میل ہے، وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء ایک ساتھ عشاء کے وقت میں پڑھے، آج اس جگہ دونوں نمازوں کا جمع کرنا واجب ہے، یہ رات بڑی مبارک ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ حاجیوں کے حق میں یہ رات شب قدر سے بڑھ کر ہے، اس لئے جس قدر شب بیداری، ذکر و دعا، توبہ و استغفار، تلاوت و درود کا ورد کرسکیں کیجئے، اچھا یہ ہے کہ مغرب و عشاء سے فارغ ہوکر کچھ دیر ذکر و دعا وغیرہ کرکے سو جایئے اور بہت سویرے جاگ کر تہجد پڑھئے اور برابر تلاوت اور ذکر و دعا میں مشغول رہئے، اس کے بعد آج یہ افضل ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق ہونے کے بعد خوب اندھیرے میں پڑھے، پڑھ کر جبل قزح پر یا اس کے آس پاس آکر وقوف کیجئے، اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر و تہلیل، استغفار، تلبیہ اور اذکار کی کثرت کیجئے اور اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو یا قوت نہ ہو تو جہاں قیام ہے وہیں مشغول رہئے۔

منیٰ واپسی:

جب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت نماز پڑھنے کے یعنی تقریباً ۲۰ منٹ رہ جائے تو منیٰ کے لئے روانہ ہوجایئے، چونکہ حجاج کی کثرت کی وجہ سے معلمین کو بروقت موٹریں روانہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے، اس لئے عام طور پر حاجیوں کو مزدلفہ سے نکلنے میں بہت دیر ہوجاتی ہے اور دن خاصا نکل آتا ہے، یہ مجبوری کی صورت ہے، بہرحال کوشش ہونا چاہئے کہ حتی الوسع تاخیر نہ ہو، روانہ ہونے سے قبل اچھا یہ ہے کہ مزدلفہ ہی سے جمرات کو مارنے کے لئے کنکریاں لے لی جائیں، منیٰ پہنچنے پر اب حاجی کا قیام کم از کم تین روز تک یہیں رہے گا، صرف طواف کے لئے ایک بار مکہ جانا ہوگا، منیٰ میں قیام کے یہ دن ''ایام معلومات'' کہلاتے ہیں، ان میں حاجی کو روزانہ جمرات پر کنکریاں مارنا ہوتی ہیں اور پہلے ہی روز قربانی کے بعد بال بنوا کر احرام کھول دینا، پھر مکہ جاکر فرض طواف جو کہ طواف زیارت کہلاتا ہے، ادا کرنا ہوتا ہے، دسویں تاریخ کو پہلے دن اگر نہ کرسکے تو گیارھویں بارھویں تک بھی گنجائش ہے۔

دسویں تاریخ کے کام:

منیٰ میں پہنچ کر پہلا کام یہ کیجئے کہ جمرۂ عقبہ (کنکری مارنے کی آخری جگہ) جس کو عوام بڑا شیطان کہتے ہیں، سات کنکریاں ماریئے، اس کے

بعد قربانی کرکے بال منڈوالیجئے یا کتروالیجئے،اب آپ احرام سے باہر ہوگئے۔

۱:...جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے کے ساتھ لبیک کہنا موقوف ہوجائے گا،اس کے بعد لبیک نہ کہئے،کنکری مارتے وقت موقوف ہوجائے گا،کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھئے:

"بسم اللہ اللہ اکبر، رغماً للشیطان ورضی للرحمن، اللھم اجعلہ حجاً مبروراً و ذنبا مغفوراً وسعیاً مشکوراً"

۲:...قربانی ہو تو قربانی کے بعد اپنے بال بنوانا ہوگا،بال خود اپنے ہاتھ سے بھی بنا سکتے ہیں، دوسرے حاجی کے بال بھی کاٹ سکتا ہے۔

۳:...اگر کسی کا حج،حج افراد ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے،جس کو قربانی کرنی ہے وہ قربانی کے بعد بال بنوائے گا اور پھر اس کا احرام کھلے گا،قربانی نہ ہو تو رمی کے بعد ہی بال بنوائے جاسکتے ہیں۔

۴:...دسویں تاریخ کو اگر بآسانی ممکن ہو تو منیٰ سے ایسے وقت چلے کہ طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہوکر مسجد حرام میں باجماعت نماز ظہر پڑھے تو بہتر ہے،بعض حضرات نے اسی کو مسنون لکھا ہے اور بعض نے واپس آکر منیٰ میں اتنی دیر ہوجاتی ہے کہ رمی اور ذبح پھر حلق سے فارغ ہوتے ہوتے موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے،اس لئے جب موقع ملے اسی وقت طواف زیارت کے لئے مکہ آنا چاہئے مگر مکہ سے لوٹ کر منیٰ ہی میں رات گزارنی چاہئے۔

۵:...اس طواف اور سعی کا بھی وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے طواف میں کیا جاتا ہے،لیکن چونکہ اس میں احرام کی حالت نہ ہوگی،اس لئے اس میں اضطباع نہیں ہے اور نہ اس سعی کے بعد سر منڈوانا یا بال کتروانا ہے۔

منیٰ میں تین روز:

دسویں تاریخ کو کنکری مارنے کا وقت صبح صادق سے گیارھویں کی صبح صادق تک ہے،اگر گیارھویں کی صبح صادق ہوگئی اور دسویں کی کنکری نہیں ماری تو دم واجب ہے یعنی اس کے تاوان میں قربانی کرنا ہوگی،اس دن کا مسنون وقت سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے اور زوال سے غروب تک مباح ہے اور غروب کے بعد صبح صادق تک مکروہ ہے۔

۲:...دسویں کو صرف آخری جمرہ پر کنکری مارنا ہے۔

۳:...گیارھویں کو تینوں جمروں پر کنکری مارنا واجب ہے،پہلے جمرۂ اول پر جو مسجد خیف کے قریب ہے، پھر وسطیٰ پر اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر جو آخر میں ہے۔

۴:...گیارھویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا ہے،بارھویں کو بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

۵:...گیارھویں اور بارھویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے،اس سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

۶:...اگر تیرھویں کو بھی ٹھہر کر رمی کرکے واپس آنا ہے تو بہت اچھا ہے،تیرھویں کو صبح صادق سے غروب تک وقت رہتا ہے،مگر زوال کے بعد مسنون ہے،اس کے پہلے مکروہ وقت ہے۔

۷:...اگر تیرھویں کو رکنا نہ ہو تو بارھویں کو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جانا چاہئے۔

۸:...ہجوم کے خوف سے عورت کی طرف سے دوسرے کا رمی کرنا جائز نہیں ہے،اگر اس سبب سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہے۔

۹:...عورت دسویں کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارھویں،بارھویں کو سورج غروب ہونے کے بعد کنکری مارے تو مکروہ نہیں ہے،بلکہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

۱۰:...بارھویں یا تیرھویں کو منیٰ سے مکہ آتے ہوئے محصب (جس کو آج کل معابدہ کہتے ہیں اور وہ شہر کا ایک محلہ ہے) میں تھوڑی دیر اتر کر خواہ سواری روک کر ٹھہرنا اور دعا کرنا چاہئے،اگر نہ کرسکے تو گناہ نہیں،مکہ مکرمہ لوٹنے پر حج کے ضروری اعمال پورے ہوگئے،اب صرف ایک طواف،طواف وداع رہ گیا ہے جو وطن واپسی پر کرنا ہوگا۔

مکہ مکرمہ واپسی:

منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو،اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور جتنا ہوسکے طواف،عمرے،نماز،روزے،صدقات اور نیک کام کرنا چاہئے،اپنے والدین و اقارب کی طرف سے بھی کرے،معلوم نہیں پھر یہ موقع نصیب ہو نہ ہو۔

حج سے واپسی:

حج کے بعد جب مکہ سے واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع واجب ہے،اس طواف میں نہ رمل ہے نہ اس کے بعد سعی،حاجی کو چاہئے طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہوکر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آب زمزم پیئے،ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے،پھر ملتزم کے پاس جاکر جس طرح پہلے طواف کے بعد دیوار کعبہ سے لپٹا تھا اسی طرح لپٹے اور خوب روئے،گڑگڑائے اور بیت اللہ کی جدائی پر افسوس کرے،پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور روتا ہوا مسجد سے نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہوکر دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو باربار حاضری نصیب فرمائے،یاد رہے تو یہ دعا پڑھے:

"الحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ، اللھم ارزقنی العود بعد العود المرۃ بعد المرۃ، الی بیتک الحرام واجعلنی من المقبولین عندک یا ذوالجلال والاکرام، اللھم لاتجعلہ آخر العھد من بیتک الحرام وان جعلتہ آخر العھد فعوضنی عنہ الجنۃ یاارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین" ☆☆☆

سیرت نبوی میں سادگی کے نقوش!

مولانا محمد مجیب الرحمٰن دیوڑگی، انڈیا

آج ہر طرف سامان دنیا کی ریل چیل ہے، ہر کوئی عیش کوشی کا متمنی، ہر ایک دنیوی زندگی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا خواہاں، ہر شخص سامان عیش وعشرت کا طلبگار، ہر کوئی دنیاوی آسائش میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا خواہاں، امیر ہو کہ غریب ہر کوئی اسی فکر میں مست وگمن ہے کہ کیسے اسباب زیادہ وسیع ہوں؟ نیز کیسے اس کی زندگی مادی وسائل کے اعتبار سے معیاری ومثالی بنے، بس اسی فکر دنیا میں عمر عزیز کٹ رہی ہے اور دن بہ دن دوسری دنیا کے قریب ہو رہے ہیں، حالانکہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسباب عیش وعشرت اختیار کرنے میں اپنے آقا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جانیں اور اسوۂ نبوی کو اپنانے کی کوشش کریں کہ کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب ووسائل کی وسعت پر قادر ہوتے ہوئے دنیوی عیش سے اعراض کیا، بقدر زیست دنیا استعمال کر کے اہل دنیا کے لئے انمٹ نقوش ثبت کر گئے، جن میں اہل دنیا کے لئے راہ عمل ہے کہ جسے اپنا کر ایک مسلمان اپنی اخروی زندگی سدھار سکتا ہے، بجائے اس کے کہ ہم آپ کی زاہدانہ زندگی کے ان اہم واقعات کو اپنی زندگی کے لئے عملی نمونہ بناتے اور اعمال کی انجام دہی میں یہ واقعات ہمارے لئے مہمیز کا کام دیتے ہم نے انہیں قصہ کہانی سمجھ لیا، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان واقعات کو عملی تحریک کا ذریعہ بنائیں، جب زندگی حالات سے دوچار ہو تو ان واقعات کے استحضار سے اپنے قلب ودماغ کو صبر وشکر کا عادی بنائیں، ویسے تو آپ کی کل زندگی ہی روشن ابواب پر مشتمل ہے، انہیں میں ایک اہم اور روشن باب آپ کی زہدانہ زندگی کا ہے، آپ کا زہد اختیاری ہے، اس میں اعتدال ہے، آپ کی زندگی مسرفانہ زندگی سے بے زار ہے، اس میں قلب وزبان صبر وشکر کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، ہمارے لئے یہی اسوہ ہے۔

آپ کا بچھونا:

جب انسانی جسم راحت کا عادی ہو جائے تو اس پر مجاہدہ بہت ہی شاق ہوتا ہے، تکلیف ومشقت جھیلنا بڑا گراں گزرتا ہے، جس کی بنا پر مصائب میں الجھ کر مسکرانا اس کے لئے دشوار ہوتا ہے، راحت جسمانی کے لئے ایک بچھونا وبستر بھی ہے، آپؐ کے بچھونے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ آپؐ نے ایسی چٹائی پر آرام کیا جس سے آپؐ کے جسم مبارک پر کچھ نشانات آ گئے، ابن مسعودؓ سے رہا نہ گیا وہ بول پڑے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں نرم چٹائی بچھا دوں؟ آپؐ نے فرمایا: میرے لئے دنیا کی کیا ضرورت؟ میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو گرماں کے زمانے میں سفر کر رہا ہو اور تھوڑی دیر کے لئے درخت کے سائے میں آرام کیا اور چل دیا۔ اسی طرح کے الفاظ آپؐ سے اس وقت بھی مروی ہیں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے لئے نرم بستر بچھا دیا تھا۔" (مشکوٰۃ:۴۴۲، الوفا باحوال المصطفیٰ ۵۷۶/۲، بیروت)

اسی کو مولانا مناظر حسین گیلانیؒ نے بڑے عمدہ انداز میں یوں بیان فرمایا کہ: "خاک کے فرش کے سوا جس کے پاس کوئی فرش نہ تھا، وہ اگر خاک پے سویا تو کیا خاک سویا، جو تخت پر سو سکتا تھا وہ مٹی پر سویا تو اسی کا سونا ایسا خالص سونا ہے جس میں کوئی کھوٹ نہیں۔" (النبی الخاتم:۵۲) نیز آپؐ کے بستر کی کیفیت حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

"انما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم الذى ينام عليه من ادم حشوه ليف۔"

ترجمہ: آپ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے پتے بھر دیے جاتے تھے۔"

لباس میں سادگی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ کو قمیص کپڑوں میں زیادہ پسند تھی۔ (الوفاء:۵۶۳/۲)

حضرت عائشہؓ نے ابو بردہؓ کو ایک موٹا سا جبہ اور ایک موٹا سا ازار نکال کر بتایا اور اس بات کی نشاندہی کر دی کہ یہی وہ دونوں کپڑے ہیں جن میں آپؐ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ:۵۶۵/۲)

تکلفات وتصنعات سے احتراز کی بنیاد پر آپؐ عمدہ سے عمدہ لباس سے گریزاں تھے، ایک صحابیؓ نے ایک عمدہ لباس پیش کیا، جس میں آپؐ نے نماز ادا کی اور نماز کے بعد فوراً اسے اتارا اور لوٹا دیا، دوسرا سادہ

لباس زیب تن فرمایا اور ارشاد فرمایا: لے جاؤ اس سے میری نماز میں خلل واقع ہوا۔ (الوفاء: ۵۶۴)

طعام میں سادگی:

ظاہری طور پر جسم انسانی کی بقا کا ذریعہ غذا ہے، لیکن وہی غذا انسان کے لئے مفید ہے جو بندگی پر قائم رکھنے کا سبب بنے، اس لئے کہ مقصود اصلی اطاعت و بندگی ہے، جب مقصود اصلی سے صرف نظر کر کے غذا کے لئے دوڑ دھوپ ہوگی تو ظاہر ہے اس میں حرمت و حلت کے پہلو کو بھی نظر انداز کیا جائے گا، یہ غذا انسان کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگی، جس میں سادگی کے بجائے تنوعات و تکلفات شامل ہوں گی، جس میں فضول خرچی اور اسراف کی بہتات ہوگی، آپ کھانے میں انتہائی محتاط طریقہ اختیار کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ آپ کے طعام کی کیفیت کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں: ”عموماً جو کی روٹی اور سرکہ استعمال کرتے۔“ (الوفاء باحوال المصطفیٰ، ۵۹۸/۲) اور آپ یہ دعا بھی فرماتے:

”اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا۔“ (مشکوٰۃ: ۴۴۰)

ترجمہ: اے اللہ! آل محمد کے رزق کو بقدر زیست بنا۔“

نیز آپ کے لئے پہاڑوں کو سونا بنانے کی پیشکش کی گئی تو آپ نے فرمایا: اے میرے رب! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کھاؤں اور ایک دن کا بھوکا رہوں، تاکہ جب کھاؤں تو تیرا شکر کروں اور جب بھوکا رہوں تو آپ کی جانب گریہ وزاری میں لگا رہوں۔ (مشکوٰۃ: ۴۴۲)

آپ کے اسی طرز عمل و تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ بھی اسی طرز عمل کو اپنانے کے لئے کوشاں رہتے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا، جس کے سامنے بھنی ہوئی مچھلی رکھی ہوئی تھی، آپ کو مدعو کیا گیا، آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: آپ دنیا سے پردہ فرما گئے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہ کھائی۔ (مشکوٰۃ: ۴۴۷)

حضرت عبداللہ بن عوف مالدار صحابہ میں ہیں، اس کے باوجود ایک مرتبہ برتن میں روٹی اور گوشت لایا گیا، اس کو دیکھ کر رونے لگے، رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: آپ دنیا سے پردہ فرما گئے، مگر آپ اور آپ کے گھر والوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی، ہمارے لئے اس موخر شدہ میں خیر نہیں۔ (الوفاء: ۴۹۱/۲)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تقریر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ لوگوں نے دنیا سے کیا کیا نفع اٹھایا، مگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ ایک ایک دن گزر جاتا، مگر آپ کے پاس ردی کھجور بھی نہ ہوتی۔ (الوفاء: ۴۹۰/۲)

یہ وہ افراد تھے جو اپنے لئے اسباب رزق کی وسعت کو خیر تصور نہ کرتے، خود حضرت عمرؓ ایک وسیع و عریض اسلامی ریاست کے مقتدر اعلیٰ ہوتے ہوئے انتہائی سادگی پسند تھے اور دنیاوی تکلفات سے گریزاں تھے۔

رہن سہن میں سادگی:

آپ چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، ہرگز ایسی ہیئت کو پسند نہ فرماتے جس سے نمایاں ہو کر ظاہر ہوں، جب آپ گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج خود کر لیا کرتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے، نیز دیگر امور میں ہاتھ بٹاتے، جب راستہ چلتے تو خود آگے اور دوسروں کے پیچھے چلنے کو ناپسند فرماتے، بلکہ صحابہ کرامؓ کو ساتھ ساتھ چلنے کی تلقین فرماتے، اسی طرز عمل کی بنا پر بعض مرتبہ نو وارد دین آپ کی پہچان میں شک و شبہ میں پڑ جاتے، چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔

الغرض آپ کی کل زندگی سادگی سے عبارت تھی، آپ کے ہر ہر عمل سے سادگی ظاہر ہوتی تھی، ایک مومن ہونے کے ناتے ہمیں بھی آپ کی سادگی پر مٹنے کی حسرت ہونی چاہئے، آپ کے زہد و سادگی کے بے شمار واقعات کتب حدیث و سیر میں مذکور ہیں، یہ تو سیرت نبویہ کی چند جھلکیاں ہیں، آپ کی مکمل زندگی ہی سادگی سے عبارت ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت مطہرہ کے ان تابناک پہلوؤں کو اپنے لئے راہ عمل کے طور پر متعین کریں، اپنی نجی و خانگی زندگی میں اپنائیں، اس طرح زندگی میں صالحیت آئے گی اور معاشرہ پر بھی صالح اثرات مرتب ہوں گے، نیز ہم اس خام خیالی میں نہ رہیں کہ سیرت کے چند جلسوں اور چند تقاریر و مضامین سے سیرت کا مقصود حاصل ہو جائے گا بلکہ اس کے لئے مستقل جدوجہد اور عملی مشق کی ضرورت ہے اور معمولات نبوی کو اپنانے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت قائد تحریک ۱۹۷۴ء!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت بنوریؒ ۱۵ر ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق ۹ر اپریل ۱۹۷۴ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پانچویں امیر منتخب ہوئے۔ آپ کو جماعت کی زمام قیادت سنبھالے ہوئے ابھی دو ماہ نہیں گزرے تھے کہ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) کا سانحہ رونما ہوا۔ آپ ان دنوں سوات کے دورے پر تھے۔ یہ خبر سنتے ہی فرمایا۔

عدوے شر برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

آپ جلدی سے واپس تشریف لائے اور امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا شروع کر دیا۔ ۳ر جون ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں تمام مسالک کے علماء کرام، مشائخ عظام کا اجلاس منعقد ہوا۔ جسے ناکام بنانے کے لئے حکومت نے مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کو لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر اتار لیا۔

۹ر جون کو حضرت والا کی دعوت پر مختلف مسالک کی بیس جماعتوں کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں حضرت بنوریؒ کو کل جماعتی مجلس عمل کا عارضی صدر منتخب کیا گیا۔ مجلس عمل نے ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء کو ملک بھر میں پرامن ہڑتال اور قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اس دوران وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مجلس عمل کے عمائدین سے فرداً فرداً ملاقات کی۔ آپ نے واشگاف الفاظ میں وزیر اعظم سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا۔

۱۳ر جون کو وزیر اعظم نے قوم سے خطاب کیا۔ لیکن تحریک سے متعلق کوئی بات نہ کی۔ ۱۴ر جون کو کراچی سے خیبر تک پورے ملک میں پر امن ہڑتال ہوئی۔ ۱۶ر جون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں وزیر اعظم کی تقریر پر غور و خوض ہوا اور حضرت والا کو مجلس عمل کا مستقل صدر منتخب ہونے کے لئے مجبور کیا گیا۔ حضرت نے صدارت قبول فرمائی۔ حضرت نے کراچی سے خیبر تک تفصیلی دورے کئے۔ حضرت والا نے ہر مقام پر سامعین کو پُر امن رہنے کی تلقین کی۔

۳۰ر جولائی کو حضرت والا کے خلاف نوائے وقت کے سوا دوسرے اخبارات میں اشتہار چھپنے شروع ہوئے جس کا حضرت نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ ۳۱ر جولائی کو وزیر اعظم نے مستونگ بلوچستان میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ فیصلہ کے لئے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ وزیر اعظم کے حکم سے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر مسئلہ ختم نبوت کا فیصلہ کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے دو مہینے میں ۲۸ر اجلاس کئے۔ جن میں ۹۶ گھنٹے کی نشستیں ہوئیں۔

مجلس عمل کی طرف سے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب اسمبلی میں تقسیم کی گئی اور مولانا مفتی محمودؒ نے ۲ دن تک پڑھ کر سنایا۔ جب کہ لاہوریوں کے محضر نامہ کا جواب مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے لکھا اور مولانا عبدالحکیم نے پڑھا۔ مرزائیوں کے دونوں گروپوں (قادیانی، لاہوری) نے اپنے اپنے حق میں کتابچے تیار کر کے اسمبلی میں تقسیم کئے۔

قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا ناصر احمد پر ۱۱ دن میں ۴۲ گھنٹے بحث کی گئی اور اسے اپنے دفاع کا موقع فراہم کیا گیا۔ جب کہ دو دن تک لاہوری گروپ کے صدر الدین، عبدالمنان عمر، مرزا مسعود بیگ کو سنا گیا اور انہیں اپنے دفاع کا موقع دیا گیا۔ ۱۳ر دن کی بحث کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ مرزائیوں کے دونوں گروپوں (قادیانی، لاہوری) جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں، غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس پر پوری دنیا سے آپ کو مبارک باد کے خطوط موصول ہوئے جس میں سے چند ایک اہم خطوط ماہنامہ بینات بنوری نمبر جنوری، فروری ۱۹۷۸ء میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ تاریخ ساز فیصلہ بھی بنوری نمبر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس فیصلہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

جناب اسپیکر صاحب قومی اسمبلی پاکستان!

جناب مکرم! ہم درج ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔............ ایک مسلّمہ حقیقت

ہے کہ مرزا غلام احمد نے حضور ﷺ کے بعد اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ جھوٹ پر مبنی اس کا دعویٰ نبوت قرآن کریم کی بے شمار آیات کو (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش اور ترک جہاد کی تلقین اسلام کے اہم اور بنیادی ارکان سے اس کی کھلی غداری کے مترادف ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کے اتحاد ملی کو تباہ کرنے اور اسلام کو ایک جھوٹا مذہب ثابت کرنے کی غرض سے سراسر استعماری کی تخلیق تھا اور یہ کہ تمام امت مسلمہ کا اس امر میں اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ اس کی نبوت پر ایمان رکھتے ہوں یا اسے کسی بھی شکل میں ایک مصلح یا مذہبی راہنما مانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ کہ مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں ۶ سے ۱۰ راپریل تک رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقدہ دنیائے اسلام کی مختلف تنظیموں کے اجلاس نے (جس میں دنیا کے ہر حصہ سے ۱۴۰ تنظیموں اور اداروں نے شرکت کی) متفقہ طور پر تسلیم کیا گیا کہ قادیانیت اسلام اور دنیائے اسلام کے خلاف یکسر تخریبی تحریک ہے جو کذب بیانی اور فریب دہی سے اپنے آپ کو اسلام ہی کا ایک فرقہ ظاہر کرتی ہے۔ لہٰذا یہ اسمبلی اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار (خواہ کوئی سا نام بھی رکھتے ہوں) مسلمان نہیں اور یہ کہ نیشنل اسمبلی میں سرکاری طور پر ایک بل پیش کیا جائے جس سے آئین میں مناسب ترمیم ہو۔ انہیں اس ترمیم کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بطور غیر مسلم اقلیت اپنے حقوق ومفادات کا تحفظ حاصل ہو۔

دستخط کنندگان میں مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا ظفر احمد انصاری سمیت ۳۶ ممبران اسمبلی نے دستخط کئے۔

مندرجہ بالا تحریک کی بنیادوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لئے بھیجی جائیں۔ کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی راہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش کردہ قومی اسمبلی کی طرف سے اس کی طرف بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویز کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

الف..... پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

اول..... دفعہ نمبر ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

دوم..... دفعہ نمبر ۲۶۰ کی نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف کی جائے، غیر مسلم کی تعریف کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

۲۹ رمئی سے ۷ رستمبر تک ۱۰۰ دن تک شیخ بنوریؒ دن کو بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے اور رات کو اللہ کے حضور رو رو کر تحریک کی کامیابی کی دعائیں کرتے۔

مرکزی مجلس عمل کے راہنماؤں کے دوروں کے مصارف حضرت والا کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے تبلیغی فنڈ سے ادا کئے۔ ۷ رستمبر کے تاریخ ساز فیصلہ کی وجہ سے پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت والا اس فیصلہ کے قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لئے شب وروز مصروف رہے۔ بعد ازاں مفتی مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ کی معیت میں افریقی ممالک کا چالیس دن تک دورہ کیا۔

☆☆..........☆☆

مصر میں اخوان کا قتل عام قابل مذمت ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور (پ ر) مصر میں ڈاکٹر مرسی کی برطرفی، اخوان کا قتل عام اور شام میں صحابہ کرامؓ کے مزارات کی بے حرمتی قابل مذمت ہے۔ حکومت پاکستان او آئی سی کا اجلاس بلا کر احتجاج ریکارڈ کرائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست قاری جمیل الرحمٰن اختر کی دعوت افطار کے موقع پر منظور کی گئی مختلف قراردادوں میں کیا گیا۔ دعوت افطار میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری علیم الدین، مولانا ضیاء الحسن شاہ، مولانا قاری نذیر احمد، پیر رضوان نفیس، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی و دیگر نے شرکت کی۔ اس موقع پر مجلس کے عہدیداروں نے عہد کیا کہ وہ زندگی کے آخری سانس تک عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مزارات کی بے حرمتی پر سخت احتجاج کیا گیا اور حکومت پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ او آئی سی کا اجلاس بلا کر شامی حکومت سے بھرپور احتجاج کرے۔ ایک اور قرارداد کے ذریعے مصر کے منتخب صدر مرسی کی جبری برطرفی اخوان المسلمین کے کارکنوں کے قتل عام کی پرزور مذمت کی گئی۔ ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ فاروق آباد، شیخوپورہ کے تھانہ پی سی کالونی کے پولیس انسپکٹر عبدالباسط ڈار جو متعصب اور جنونی قادیانی ہے، مسلمان نوجوان کو آئے روز دھمکی دیتا اور تفتیش کے بہانے اپنے گھر میں ختم نبوت کے کارکنوں کو بلا کر تشدد کرنا اس کا معمول بن چکا ہے۔ شیخوپورہ ضلعی انتظامیہ اور صوبائی گورنمنٹ سے اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۹ر جولائی ۲۰۱۳ء)

زمانہ نبوی کے

گستاخانِ رسالت کا عبرتناک انجام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

تیسری قسط

توہین رسالت کرنے والے مرتد کو قبر نے بھی قبول نہ کیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اور اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرنے لگا، بعد میں مرتد ہوگیا اور کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں، جو کچھ میں لکھ دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے دفن کردیا، صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ قبر نے اسے باہر پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے، کیونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، الہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر پھینکی ہے۔

اگلے روز عیسائیوں نے نئی قبر کھود کر اسے پہلے کی نسبت زیادہ گہرا دفن کیا، لیکن جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ قبر نے پھر اسے باہر نکال پھینکا ہے، عیسائیوں نے پھر الزام لگایا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب کا کام ہے، چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، الہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر پھینک دی، عیسائیوں نے پھر اس کی قبر بنائی اور اسے اتنا گہرا کھودا جتنا کھود سکتے تھے اگلی صبح قبر نے پھر اسے باہر نکال پھینکا تب عیسائیوں کو یقین ہوگیا کہ یہ مسلمانوں کا فعل نہیں اور انہوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔

گستاخ رسول جن کا عبداللہ نامی جن کے ہاتھوں عبرتناک انجام:

فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ سے ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کی ہے:

”ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابوقبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے، یہ جن کی آواز تھی، اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو۔ شہر سے بت پرستی مت چھوڑو، کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی مسلمانوں کو قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے، مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو یہ آواز ”مسعر“ نامی جن کی تھی بہت جلد اللہ اس کو سزا دے گا۔

تیسرے دن آپ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج بہت بڑا جن مسیح نامی میرے پاس آکر مسلمان ہوا اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس نے مجھ سے ”مسعر“ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی، آج ”مسعر“ مارا جائے گا، مسلمان خوش ہوکر انتظار میں تھے۔ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے، جن کا مضمون یہ تھا:

ہم نے ”مسعر“ کو اس وجہ سے قتل کردیا ہے کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بنایا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی، میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کردیا۔

علامہ ابن تیمیہؒ حدیث اس اضافت کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

”حضرت علیؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس مسیح جن کو جزائے خیر دے۔“

آپ ﷺ کی دعوت کا مذاق اڑانے والے پر آسمانی بجلی کا گرنا:

ایک شخص جو کفار عرب کے سرداروں میں سے تھا، اس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا، چنانچہ ان حضرات نے اس کے پاس پہنچ کر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنا کر اسلام کی دعوت دی تو اس گستاخ نے ازراہ تمسخر کہا کہ اللہ کون ہے؟ کیسا ہے اور کہاں ہے؟ کیا وہ سونے کا ہے؟ یا چاندی کا ہے؟ یا تانبے کا؟

اس کا یہ متکبرانہ اور گستاخانہ جواب سن کر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے رونگٹے کھڑے

ہو گئے اور ان حضرات نے بارگاہِ نبوت میں واپس حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص سے بڑھ کر کافر اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والا تو ہم لوگوں نے دیکھا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دوبارہ اس کے پاس جاؤ۔

چنانچہ یہ حضرات دوبارہ اس کے پاس پہنچے تو اس خبیث نے پہلے سے بھی زیادہ گستاخانہ الفاظ زبان سے نکالے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی گستاخیوں اور بدزبانیوں سے رنجیدہ ہو کر دربارِ نبوت میں واپس پلٹ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ان صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو اس کے پاس بھیجا، جب یہ لوگ پہنچ کر اس کو دعوت اسلام دینے لگے تو وہ گستاخ ان حضرات سے جھگڑا کرتے ہوئے بدزبانی اور گالم گلوچ پر اتر آیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ارشادِ نبوی کے مطابق صبر کرتے رہے، اسی دوران لوگوں نے دیکھا کہ ناگہاں ایک بدلی آئی اور اس بدلی میں اچانک گرج اور چمک پیدا ہوئی پھر ایک دم نہایت ہی مہیب گرج کے ساتھ اس کافر پر بجلی گری جس سے اس کی کھوپڑی اڑ گئی اور وہ لمحہ بھر میں جل کر راکھ ہو گیا۔

یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) بارگاہِ اقدس میں واپس آئے تو ان حضرات کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جس گستاخ کے یہاں گئے تھے وہ تو جل کر راکھ ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے انتہائی حیرت و تعجب سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو کیسے اور کس طرح اس کی خبر ہو گئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ." (الرعد:۱۳)

ترجمہ: "اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، حالانکہ وہ بڑا شدید القوۃ ہے۔"

درسِ ہدایت: باری تعالیٰ کی شان میں اس طرح کی گستاخی کرنے والوں کو بارہا عذابِ الٰہی نے اپنی گرفت میں لے کر ہلاکت کر ڈالا، لہٰذا خبردار! اس مقدس جناب میں ہرگز ہرگز کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالنا چاہئے جو شانِ الوہیت میں بے ادبی قرار پائے، آج کل بہت سے لوگ بیماریوں اور مصیبتوں کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں ناشکری کے الفاظ بول کر خداوند قدوس کی بے ادبی کر بیٹھتے ہیں، جس سے ان کا ایمان بھی جاتا رہتا ہے اور دنیا و آخرت میں عذاب کے حق دار بھی بن جاتے ہیں۔

ابوجدعہ کا عبرتناک انجام:

روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص جس کا نام ابوجدعہ تھا، اہل قبا کی ایک عورت پر عاشق ہو گیا، مگر وہ اس کو حاصل کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا، اس مقصد کے لئے وہ طرح طرح کے منصوبے بنانے لگا کہ کسی طرح اس عورت کو حاصل کیا جائے، آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور بازار گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک جیسے کپڑے خریدے اور ان کو پہن کر اہل قبا کی طرف چل پڑا۔

اس عورت کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، اس عورت کے لواحقین نے اس کے آنے کا مدعا پوچھا تو کہنے لگا کہ مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اور یہ کپڑے ان کے میرے پاس بطورِ نشانی ہیں، انہوں نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ میں تمہارے پاس قیام کروں اور تم لوگ میری مہمان داری کرو۔

مسلمانوں نے اس شخص کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس جگہ دی، مگر اسے دیکھا کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتا ہے، اس کی یہ حرکت اہلِ قبا کو بہت ناگوار گزری انہیں کچھ شک ہوا، چنانچہ انہوں نے اپنے دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجے تاکہ صحیح صورتِ حال کا علم ہو سکے۔

جب وہ دونوں آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ابوجدعہ کو ہمارے گھر بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ابوجدعہ؟

انہوں نے بتایا کہ اس کے پاس آپ کی چادر مبارک ہے اور وہ کہتا ہے: اسے آپؐ نے عطا فرمائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو بڑے غضبناک ہوئے اور غصے سے آپ کی چشمان مبارک سرخ ہو گئیں، ارشاد فرمایا: جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ پھر آپؐ نے ابو جدعہ گستاخ کے لئے فیصلہ فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ دو آدمی فوراً جائیں اور اسے قتل کرکے آگ میں پھینک دیں اور فرمایا: اللہ کرے آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا کام تمام ہو گیا ہو۔

چنانچہ جب وہ لوگ اہل قبا کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابوجدعہ قضائے حاجت کے لئے باہر گیا تھا اسے سانپ نے ڈس لیا اور وہ وہیں مردہ پڑا تھا۔

بادشاہ خسرو پرویز کا انجام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکنے والے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو اس کے اپنے بیٹے نے قتل کر دیا۔

پرویز ایران کا بادشاہ تھا، آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دینے کے لئے ۷ ہجری میں ایک خط لکھا، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب

گرامی اسے ملا تو اس نے نہایت بدتمیزی کے ساتھ اسے پھاڑ ڈالا اور تکبر سے بولا: ''امیر! ایک غلام مجھے ایسا خط لکھنے کی جرأت کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے'' آپ کو خط پھاڑنے کی خبر ہوئی تو فرمایا: اس نے میرے خط کو پھاڑا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ملک کو پارہ پارہ کرے اس بدبخت پرویز نے یمن کے ایرانی گورنر کو حکم دیا کہ مدعی نبوت (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کرکے میرے سامنے حاضر کرو، گورنر نے دو آدمیوں کو بھیجا وہ مدینہ آئے اور آپ سے کہا کہ ہمارے ساتھ شاہ کسریٰ کے پاس چلیں، اگر آپ نے ہمارے ساتھ چلنے سے انکار کیا تو کسریٰ آپ کو اور آپ کی ساری قوم کو ہلاک کرڈالے گا اور آپ کے ملک کو بھی تباہ کردے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا: کل میرے پاس آنا، اسی رات ایران میں انقلاب آگیا خسرو پرویز کا بیٹا اسے قتل کرکے خود بادشاہ بن گیا۔ اس طرح گستاخ رسول اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوگیا اور دوسرے روز آپ نے دونوں آدمیوں کو پرویز کے قتل کی اطلاع دی وہ گورنر کے پاس آئے اطلاع کی تصدیق ہوگئی، اس کے بعد گورنر نے اسلام قبول کرلیا۔

شاتم رسول ''الیسر'' یہودی کا عبرتناک انجام:

خیبر کا ایک مشہور یہودی ''الیسر'' اسلام کا سخت ترین دشمن اور شاتم رسول تھا، اس نے بنو غطفان کی ایک کثیر فوج مدینہ پر حملے کے لئے جمع کررکھی تھی، جیسے ہی مدینہ اطلاع پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند صحابہ کو ''الیسر'' کے پاس دین کی دعوت کے لئے بھیجا، ان میں عبداللہ بن رواحہ اور عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے، انہوں نے ''الیسر'' کو پیغام پہنچایا کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائے تو اسے عزت وتکریم کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا اور اس کی خدمات اسلام کے لئے فائدہ مند ہوں گی۔

''الیسر'' اس پر رضامند ہوگیا اور اپنے ساتھ دوستوں کی ایک تعداد بھی لے آیا وہ عبداللہ بن انیس کے ساتھ اونٹ پر سوار ہوا جب وہ خیبر سے چھ میل دور مقام قرقرہ پر پہنچے تو ''الیسر'' نے نیت بدل لی، جب اس نے اپنی تلوار عبداللہ بن انیسؓ پر وار کرنے کے لئے نکالی تو باقی مسلمانوں نے اس کی اصلی نیت بھانپ لی، وہ ''الیسر'' پر ٹوٹ پڑے اور اسے اور اس کے سب کفار ساتھیوں کو ماسوائے ایک کے جو بھاگ نکلا قتل کردیا، اس مقابلے میں عبداللہ بن انیس زخمی ہوئے، جب وہ مدینہ واپس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن عبداللہ بن انیس کے زخموں پر ملا جو معجزانہ طور پر بھر بھی گئے۔

(سیرت ابن ہشام، ج:۲، ص:۱۰۳۶)

(جاری ہے)

مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ملتان.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۸، ۹ رشوال المکرم ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶، ۱۷ راگست بروز جمعہ، ہفتہ دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔

جس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد یونس کوئٹہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد خالد عابد سرگودھا، حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ، مولانا محمد اسلم خوشاب، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عزیزالرحمن ثانی لاہور، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا عبدالرزاق اوکاڑہ، مولانا قاضی عبدالخالق مظفرگڑھ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد ریاض شیخوپورہ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ نے شرکت کی۔

اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیزالرحمن جالندھری، حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ، مولانا غلام حسین جھنگ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت:

مندرجہ ذیل مرحومین کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ حضرت اقدس مولانا حکیم محمد

اختر، مولانا فیض احمد بہاولنگر، مولانا عبدالجلیل میانوالی، مولانا محمد ادریس پنو عاقل، مولانا مفتی محمد رضوان بہاولپور، مولانا نورالحق نور پشاور، مولانا محمد طاہر حویلی لکھا، حافظ امجد علی شیخ پنو عاقل، قاری خورشید احمد ڈگری، علامہ محمد شریف قریشی اسلام آباد، حاجی غلام مصطفیٰ قریشی نواب شاہ، حافظ محمد حارث تخت ہزارہ، والدہ محترمہ مولانا قاری انوارالحق کوئٹہ، اہلیہ محترمہ مولانا طفیل احمد جالندھری اوکاڑہ، فرزند گرامی مولانا عبدالجبار تونسوی، ڈاکٹر امداداللہ احمدانی میرپورخاص، اہلیہ محترمہ مولانا قاسم قاسمی فقیروالی، بیٹی و نواسی مولوی فقیر محمد فیصل آباد، والد محترم قاری محمد رضوان پھالیہ، اہلیہ محترم قاری عبدالرحمٰن جھنگ، والد محترم پروفیسر محمد اعظم نفیسی گوجرانوالہ، محمد عیسیٰ بھٹی فیصل آباد، والد محترم حاجی محمد اسحاق پھالیہ، پھوپھا مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، نانی مولانا محمد عبداللہ خوشاب، برادر مولانا قاری امتیاز احمد کشمیری شیخوپورہ۔

ممبر سازی اور جماعتوں کی تشکیل:

پورے ملک میں ممبر سازی ہوچکی ہے، ساتھیوں کو ہدایت کی گئی کہ جماعتوں کی تشکیل مکمل کرکے تفصیلات دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں تاکہ ممبران عمومی کو اجلاس کے لئے دعوت نامے ارسال کئے جاسکیں۔

چناب نگر کانفرنس:

مرکزی شوریٰ کے فیصلے کے مطابق آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۲۴، ۲۵؍اکتوبر بروز جمعرات، جمعہ جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگی۔ مقررین سے رابطہ کے لئے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی جو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے رابطہ کرکے ان کی شرکت یقینی بنائے گی۔

کانفرنس کی تیاری کے لئے یکم ذوالحجہ کو چناب نگر میں درج ذیل حضرات کی میٹنگ منعقد ہوگی:

مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالخالق مظفرگڑھ، مولانا محمد علی صدیقی میرپورخاص، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا ریاض احمد شیخوپورہ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا عبدالستار حیدر لیہ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا محمد اسلم خوشاب، مولانا محمد خالد عابد سرگودھا، مفتی خالد میر آزاد کشمیر اور راقم الحروف باقی تمام مبلغین عیدالاضحیٰ سے فارغ ہوکر ۱۳؍ذوالحجہ کی صبح تک چناب نگر پہنچیں گے۔

سہ ماہی کورس:

سہ ماہی کورس ۱۱؍شوال المکرم سے دفتر مرکزیہ میں شروع ہوچکا ہے، نگران مولانا اللہ وسایا مدظلہ۔ اساتذہ کرام مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد قاسم رحمانی، محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

تجاویز مبلغین:

آئندہ تمام رفقاء اپنی اپنی ڈائریوں پر تجاویز لکھ کرلایا کریں۔ اسمارٹ کارڈ میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان لکھوارہے ہیں جو کہ خلاف قانون ہے۔ وزارت داخلہ سے قانون کی پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔ علاقائی سطح پر شارٹ کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

عشرۂ ختم نبوت:

یکم سے ۱۰؍ستمبر تک عشرۂ ختم نبوت منانے کا فیصلہ کیا گیا اور ساتھیوں کو ہدایت کی گئی کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور ۷؍ستمبر کو ملک کے اہم اور بڑے شہروں میں ختم نبوت کانفرنسیں، سیمینارز، اجتماعات منعقد کئے جائیں۔

اس سلسلہ میں یکم ستمبر کو بہاولپور، ۵؍ستمبر جامعہ اشرفیہ لاہور، ۶؍ستمبر اسلام آباد، ۷؍ستمبر کو ہاٹ، پشاور اور دیگر شہروں میں کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ نئے تعلیمی سال سے جامعات میں ختم نبوت پر لیکچرز کا اہتمام کیا جائے اور جامعات کی انتظامیہ سے ملاقاتیں کی جائیں تاکہ طلباء کرام کی ابتدائی کلاسوں سے ذہن سازی کی جاسکے۔ کئی ایک پمفلٹس شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز جیو چینل پر ''دی میسج آف اسلام'' کے نام سے دکھائی جانے والی فلم پر صدائے احتجاج بلند کی گئی اور جیو انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین انبیاء کرام پر مشتمل اس فلم کو دوبارہ ریلیز نہ کیا جائے۔

چناب نگر کانفرنس سے پہلے چنیوٹ، لالیاں، احمد نگر اور مضافاتی علاقوں میں اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ☆☆☆

نائیجیریا میں مسجد پر فائرنگ ۴۴ نمازی شہید

ابوجا (اے پی) نائیجیریا میں مسجد پر فائرنگ کے نتیجے میں ۴۴ نمازی شہید ہوگئے۔ اطلاعات کے مطابق نامعلوم مسلح افراد نے نمازیوں کو فجر کے دوران اندھادھند فائرنگ کا نشانہ بنایا۔ واقعہ ریاست بورنو کے علاقے کونڈوگا میں پیش آیا اور اس حملے کی ذمہ داری کسی گروپ نے قبول نہیں کی۔ ۲۶ زخمیوں کو طبی امداد دی جارہی ہے۔ شہری نگرانی کی ایک تنظیم کے ایک رکن نے بتایا کہ مدد کے لئے پہنچنے والے اس کے چار رضاکاروں کو بھی دہشت گردوں نے قتل کیا۔ واضح رہے کہ حکومت نے شورش زدہ تین شمال مشرقی ریاستوں میں مئی کے مہینے سے ایمرجنسی نافذ کررکھی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۳؍اگست ۲۰۱۳ء)

رشتہ ناتہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات

مولانا ابو محمد علوی

رفیقۂ حیات اور شریکِ زندگی کا انتخاب ایک اہم ترین مرحلہ ہوتا ہے، جس میں خوب باریک بینی سے کام لینا چاہئے۔ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ سے استخارہ بھی کیا جائے۔ ازدواجی زندگی کا بندھن کمزور پڑنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ رشتہ کرنے میں بڑی عجلت اور جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے اور کسی قسم کی چھان بین اور جستجو نہیں کی جاتی۔ اسلام رشتہ کرنے میں دیر نہ کرنے کا حکم ضرور دیتا ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آنکھیں بند کرکے جہاں بھی ہو، جیسے بھی ہو رشتہ کردیا جائے، بلکہ مناسب دینی واخلاقی چھان بین کے بعد ہی رشتہ طے کرنا عقلی اور دینی تقاضا ہے۔ چٹ منگنی پٹ بیاہ کی صورتوں سے بہرصورت بچنا چاہئے۔ ہاں! فضول شرائط واہداف اور خودساختہ وغیرضروری معیارات مقرر کرنا مناسب نہیں ہے۔

پیغام نکاح کے سلسلہ میں چند اہم دینی تعلیمات اور بزرگوں کی نصائح کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے، جن کا خیال رکھنا ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ بہت فائدہ مند بھی ہے:

۱:...... رشتہ پر رشتہ نہ بھیجا جائے:

جس لڑکی کے لئے رشتہ کا پیغام بھیجا جارہا ہو، وہاں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا رشتہ کہیں طے نہ ہوا ہو، یا کسی اور کی طرف سے اس کے ساتھ رشتہ کی بات چیت نہ چل رہی ہو، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”لا یخطب الرجل علیٰ خطبة أخیه حتیٰ ینکح أو یترک۔“ (بخاری شریف، کتاب النکاح)

ترجمہ: ”کوئی آدمی اپنے بھائی کے رشتہ پر رشتہ نہ بھیجے، یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا وہ چھوڑ دے۔“

ہاں! اگر لڑکی والوں کی طرف سے کہیں اور نکاح سے حتمی انکار کردیا گیا ہو تو پھر اس لڑکی کے لئے نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر پہلے رشتہ بھیجنے والا فاسق، بدعتی یا غلط مسلک سے تعلق رکھتا ہے تو اس صورت میں دوسرے شخص کے لئے اپنے نام سے پیغام بھیجنا جائز اور درست ہے، کیونکہ ایک مسلمان کا حق یہ ہے کہ اس لڑکی کو فاسق وفاجر کے رحم وکرم پر چھوڑنے کی بجائے اس سے نجات دلائے۔

۲:...... رشتہ بھیجنے سے پہلے لڑکی کو دیکھنا:

ایک حدیث میں ہے کہ:

”عن المغیرة بن شعبة قال: خطبت امرأة، فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ھل نظرت إلیھا؟ قلت: لا، قال: فانظر إلیھا، فإنه أحریٰ أن یؤدم بینکما۔“ (ترمذی شریف)

ترجمہ: ”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک لڑکی کو رشتہ کا پیغام دینے کا ارادہ کیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کو دیکھ بھی لیا؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو دیکھ لو، کیونکہ یہ تمہارے درمیان محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔“

شادی سے پہلے لڑکی کے دیکھ لینے کو علماء نے مستحب لکھا ہے، کیونکہ یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے، لڑکی پسند آگئی تو یہ اُن کے لئے پوری زندگی کے لئے خوشی کا باعث ہوگا اور اگر نہ دیکھا اور خدانخواستہ بعد میں وہ پسند نہ آئی تو آپس میں ناچاقی اور زندگی تلخ ہوجائے گی۔

اگر رشتہ بھیجنے والا اپنے ارادے میں پختہ اور شادی کرنے کے لئے پہلے سے تیار ہے تو ایسے شخص کو چہرے اور ہتھیلیوں کے دیکھنے کی اجازت ہے، بلکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ خاندان کی کچھ مخلص عورتوں کو لڑکی کے گھر بھیجے، تاکہ وہ لڑکی کے اخلاق اور اس کی عادات واطوار کا اندازہ کریں۔

۳: دین داری کو ترجیح دینا چاہئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”کسی عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کے دین کی وجہ سے، اس کے حسن وجمال کی وجہ سے، لیکن دیکھو! تم دین دار عورت سے نکاح کرنا۔“

لڑکی کے انتخاب کے وقت جو صفات مدنظر رکھنی چاہئیں، ان میں سب سے اہم صفت نیک اور دین دار ہونا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

شادی کے خواہاں حضرات کی اس جانب رہنمائی فرمائی کہ وہ دینداری کا انتخاب کریں، تاکہ عورت اپنے شوہر اور بچوں کا مکمل حق ادا کر سکے اور اسلامی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق گھر کا نظم ونسق چلا سکے۔ اگر عورت دین دار نہ ہوگی تو نہ مرد کے حقوق کی حفاظت کرے گی اور نہ ہی اولاد کی تعلیم وتربیت صحیح طور پر کر پائے گی۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ خوبصورتی اور حسن وجمال کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ نیا رشتہ تلاش کرتے وقت محض خوبصورتی کو سب کچھ نہ سمجھا جائے

رفیقۂ حیات میں چند مطلوبہ صفات اور بزرگوں کی نصائح

علماء کرام نے احادیث کی روشنی میں کچھ اور صفات بھی ذکر کی ہیں، جن کو ملحوظ رکھنا چاہئے:

مثلاً: یہ کہ عورت کا مزاج اچھا ہونا چاہئے۔ بدمزاج عورت ناشکری اور جھگڑالو ہوتی ہے، جس سے زندگی خراب ہوجاتی ہے۔

عورت کا مہر کم ہونا بھی ایک اچھی صفت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا مہر کم ہونے کو اچھی صفت قرار دیا ہے۔

ایک اچھی صفت یہ ہے کہ عورت نوجوان اور کنواری ہو۔ اس میں بہت ساری حکمتیں اور فائدے ہیں: ایسی عورت سے مرد کو زیادہ محبت ہوگی اور عورت کو بھی مرد سے زیادہ محبت ہوگی، کیونکہ شادی شدہ عورت پہلے ایک مرد دیکھ چکی ہوتی ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہی پہلا مرد اس کے دل ودماغ پر حاوی رہے اور دوسرے شوہر میں وہ پہلے کی سی محبت والفت نہ پائے، جس کی وجہ سے دوسرے کے لئے اس کے دل ودماغ میں جگہ نہ بن سکے۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے:

"علیکم بالأبکار فإنهن أعذب أفواهاً وأنتق أرحاماً وأقل خباً وأرضی بالیسیر." (ابن ماجہ)

ترجمہ: "تم غیر شادی شدہ عورتوں سے شادی کرو، اس لئے کہ وہ شیریں دہن، پاک وصاف رحم والی، کم دھوکہ دینے والی اور تھوڑے پر قناعت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

ایک اچھی صفت یہ ہے کہ عورت زیادہ بچے جننے والی ہو۔

ایک اچھی صفت یہ ہے کہ وہ اچھے دین دار خاندان کی ہو، کیونکہ دین دار گھرانے کے بچوں پر خاندانی تربیت کے اثرات ہوتے ہیں۔ لوگوں میں شرافت ورذالت اور تقویٰ وصلاح کے اعتبار سے بہت فرق ہوتا ہے۔ اسی بات کو کسی نے بہت خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے: "پہلے یہ نہ پوچھا جائے کہ ہونے والی بیوی نے کس درس گاہ میں تعلیم پائی ہے، بلکہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ اس کی پرورش کس گھرانے میں ہوئی ہے۔"

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو شادی کے معاملہ میں یہ وصیت کی کہ:

"اے میرے بیٹے! نکاح کرنے والی کی مثال ایسی ہے جیسے بیج بونے والا، اس لئے انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کہاں بیج ڈال رہا ہے۔ بری ذات ونسل کی عورت بہت کم شریف ونجیب بچہ جنتی ہے، اس لئے شریف النسل لڑکی کا انتخاب کرو چاہے اس میں کچھ وقت کیوں نہ لگے۔"

داماد کیسا ہونا چاہئے؟

لڑکیوں کا رشتہ ناتہ کرتے وقت یہ بات دیکھنی چاہئے کہ لڑکا اور داماد بااخلاق ہو اور اس کے مزاج میں خوف خدا اور دین داری ہو، اس لئے کہ ایسا شخص اپنی بیوی کا حق بھی پہچانے گا اور اس کو آرام وسکون سے رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اور اسی طرح خاندان کی دیکھ بھال، بیوی کے حقوق اور بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کو مکمل طور پر ادا کرتا ہے۔ اگر کسی کے پاس مال ودولت تو بہت کچھ ہو، لیکن دین اور اخلاق نہ ہو تو وہ شخص اپنی بیوی کا حق ہی نہیں پہچانے گا تو اس کے ساتھ وفاداری کیا کرے گا۔ افسوس ہے کہ اب یہ پیمانہ بہت کم خاندانوں میں رہ گیا ہے۔ اب اگر کوئی پیمانہ رہ گیا ہے تو صرف مادی اور مالی پیمانہ ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو دین داری کو اہمیت دیتے ہیں، چنانچہ اگر لڑکی والوں کو کہا جائے کہ لڑکا زنا کا عادی ہے تو کہتے ہیں کہ شادی کے بعد سدھر جائے گا اور اگر کہا جائے کہ نماز کا پابند نہیں، تو کہتے ہیں کہ ابھی جوان ہے، بعد میں پابندی کرلے گا، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ متوسط گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور کچھ زیادہ مالدار نہیں ہے تو ان کا منہ بن جاتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی نیک اور اچھی سیرت کا مالک ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إذا جاء کم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه إلا تفعلوا تکن فتنة في الأرض وفساد کبیر."

ترجمہ: "جس وقت کہ پیام بھیجے نکاح کا طرف تمہارے وہ شخص کہ راضی ہو تم دین اس کے سے اور خلق اس کے سے، پس نکاح کر دو اس سے، اگر نہ کر دو گے تم نکاح تو ہوگا فتنہ زمین میں اور فساد بڑا۔" (مظاہر حق، جلد سوم، ص: ۱۰۳)

ایک نیک عورت اور شریف عورت کے لئے یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ اس کا رشتہ ایسے شخص سے کر دیا جائے جو آزاد خیال، فاسق، مغرب زدہ یا ملحد ہو، کیونکہ وہ اُسے بے پردگی، بے غیرتی اور دوسرے گناہوں پر مجبور کرے گا اور بالآخر اس نیک وشریف عورت کا دین واخلاق تباہ وبرباد ہوجائے گا۔

سلفِ صالحین کا طریقہ:

سلف صالحین کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جب ان کی اولاد سن بلوغ کو پہنچتی اور وہ نکاح کے قابل ہوتی تو وہ ان کے لئے نیک، شریف اور دین دار گھرانوں میں ان کے لئے شادی کی بات کرتے، بہت زیادہ تکلفات اور مال داری کے بجائے شرافت اور نیکی کو معیار بنا کر جلد از جلد رشتہ طے کر کے نکاح اور رخصتی کر دیتے۔

تاریخ کی کتابوں سے بطور نمونہ سلف صالحین میں سے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت سعید بن مسیبؒ کا واقعہ پیش خدمت ہے:

حضرت عبداللہ بن ابووداعہؓ سے منقول ہے، کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا، اتفاق سے میں کچھ روز حاضر خدمت نہ ہو سکا، آپ نے میری غیر حاضری کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا، جب میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پوچھا: تم کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا: میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، میں اس کی تجہیز و تکفین میں لگا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ بتایا، میں بھی شریک ہو جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے اٹھنا چاہا، آپ نے فرمایا: پھر تم نے کوئی اور لڑکی دیکھی؟ میں نے عرض کیا: خدا آپ کا بھلا کرے، بھلا مجھ سے کون نکاح کرائے گا؟ میرے پاس شاید دو تین درہم ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی سے تمہارا نکاح کراتا ہوں۔ میں نے کہا: آپ نکاح کرائیں گے؟ آپ نے کہا: ہاں! چنانچہ اسی وقت آپ نے خطبہ پڑھا، خدا کی حمد و ثنا بیان فرمائی، درود شریف پڑھا اور دو یا تین درہم مہر پر میرا نکاح کرا دیا، میں آپ کی مجلس سے اٹھا تو مارے خوشی کے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں؟ پھر میں نے اپنے گھر کی راہ لی اور راستہ میں سوچنے لگا کہ کس سے کچھ قرض لوں، کس سے کوئی ادھار لوں، پھر میں نے مغرب کی نماز ادا کی اور اپنے گھر لوٹا، گھر پہنچ کر میں نے چراغ جلایا، میرا روزہ تھا، اس لئے افطار کے لئے کھانا اپنے سامنے رکھا، میرا کھانا کیا تھا، روٹی اور زیتون کا تیل تھا، اچانک مجھے محسوس ہوا کہ کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، میں نے کہا: کون ہے؟ آواز آئی، میں سعید ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سعید نامی ایک ایک آدمی کا تصور کیا کہ یہ کون سعید ہو سکتا ہے؟ لیکن سعید بن مسیب کی طرف میرا ذہن بھی نہیں گیا، کیونکہ چالیس سال کا عرصہ ان پر ایسا گزرا کہ وہ گھر سے مسجد کے علاوہ کہیں نہیں نکلے، نہ کہیں گئے۔ میں لپک کر دروازہ پر پہنچا، دیکھا تو حضرت سعید بن مسیب تشریف فرما ہیں، مجھے وہم ہوا کہ شاید آپ کا ارادہ بدل گیا ہے، میں نے عرض کیا: ابومحمد! (یہ حضرت سعیدؒ کی کنیت ہے) اگر آپ اطلاع کر دیتے تو میں خود آ جاتا، آپ نے فرمایا: نہیں! تم اس کے زیادہ مستحق تھے کہ تمہارے پاس آیا جائے۔ میں نے عرض کیا: کہئے کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم غیر شادی شدہ تھے، اب تمہاری شادی ہو گئی ہے، اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ تم رات تنہا گزارو۔ یہ تمہاری بیوی حاضر ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی صاحبزادی یعنی میری اہلیہ آپ کے ٹھیک پیچھے کھڑی ہیں، آپ نے صاحبزادی کو دروازے سے اندر داخل کیا اور خود لوٹ کر تشریف لے گئے۔

راوی کہتے ہیں: اب میں نے ان سے تخلیہ کیا، میں نے دیکھا کہ حسن و جمال میں وہ یگانہ روزگار تھیں، لوگوں سے کہیں زیادہ انہیں کلام پاک یاد تھا، احادیث نبوی ان کے نوک زبان پر تھیں، اور سب عورتوں سے کہیں زیادہ شوہر کے حقوق سے انہیں کامل واقفیت حاصل تھی۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی اس صاحبزادی سے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید بن عبدالملک کے لئے پہلے سے پیغام بھیجا تھا، ان دنوں ولید ولی عہد تھا، لیکن حضرت سعید رحمہ اللہ نے انکار فرما دیا۔''

اس واقعہ سے یہی سبق ملتا ہے کہ مال داری کی بجائے دین داری اور شرافت کو معیار بنانا چاہئے۔

☆☆..........☆☆

زید حامد یوسف کذاب کا چیلا ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم رحمانی اور مولانا محبوب الحسن طاہر نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ زید حامد نہ صرف یوسف کذاب کا چیلا ہے بلکہ یوسف کذاب نے اسے صدیق اکبر کا لقب دیا ہوا تھا۔ یوسف کذاب کیس کے مدعی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے مطابق زید حامد یوسف کذاب کے ساتھ تمام پیشیوں میں سیشن کورٹ میں پیش ہوتا رہا ہے اور ایک عرصہ تک اس کا مداح رہا اور یوسف کذاب اسلام آباد ۱/۸ کے قبرستان میں دفنانے والوں میں شامل رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دوسری دینی جماعتوں کے احتجاج پر جب کذاب کی لاش کو قبرستان سے نکالا گیا تو اسے وصول کرنے والا زید حامد کا بھائی تھا۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے کہا کہ زید حامد مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے کیس میں ایف آئی آر میں نامزد ملزم ہے، اسے گرفتار کر کے مولانا شہید کیس اور دوسرے اعتراضات کی بنا پر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۴؍جولائی ۲۰۱۳ء)

مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

شیخ راحیل احمد، جرمنی

تیسری قسط

مرزا قادیانی کا ایک کشف بیان کرنے سے پہلے، جس میں وہ خدا بنتے ہیں اور زمین آسمان نیا بناتے ہیں، ان کا ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوکر پھر یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا (یہاں اپنے ہی، حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہوئے الزام کا انکار ہے۔ ناقل) تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گناہ گاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱۵) بات ذہن میں رہے ’’جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوکر پھر یہ خیال کرتا ہے۔‘‘ اس کے باوجود مرزا قادیانی اپنا یقینی کشف بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر کا خواب اور کشف حقیقت، وحی ہوتا ہے۔

میرے اس الزام یا خیال کی تصدیق مندرجہ ذیل حوالہ کرتا ہے جس میں مرزا جی نئے زمین وآسمان بناتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں: ’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا (خیال بھی نہیں بلکہ یقین کیا۔ ناقل) کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا...... (پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں۔ ناقل) اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ’’ان زینا السماء الدنیا بمصابیح‘‘۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۸۵ تا ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵) ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ یہ کشف ہے تو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ پیغمبر کا خواب کشف وحی ہوتا ہے اور وحی تو ہر کوئی جانتا ہے کہ خدا کا کلام ہوتا ہے جو صرف حقیقت اور سچ ہوتا ہے۔ ہم صرف مرزا قادیانی کی منطق کا جائزہ لے رہے ہیں اور ان کے افکار اور اقوال کے جائزے کے نتیجہ میں یہی سامنے آتا ہے جو پیش کیا جارہا ہے۔

مرزا قادیانی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو اپنی کتاب میں مخاطب کرکے مذہبی سوالوں کے جواب کا ایک معیار پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ: ’’سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ بھلا بتاؤ مثلاً دو فریق میں ایک امر متنازعہ فیہ ہے اور منجملہ ان کے ایک فریق نے اپنی تائید میں ایک نبی معصوم کے فیصلہ کی نظیر پیش کردی اور دوسرا نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اب ان دونوں میں سے ’’احق من بالا‘‘ کون ہے؟‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص: ۶، خزائن، ج: ۱۷، ص: ۹۵)

اب صرف مرزا قادیانی تو نہیں رہے، جو ان کا پیغام چلا رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے متعلق یا بقول مرزا قادیانی کے خدا کے متعلق ان خیالات کی نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے اب تک دکھادیں؟ اگر ان خیالات کی کوئی نظیر نہیں جو کہ یقیناً نہیں ہے تو مرزا قادیانی کے اپنے ہی معیار کے مطابق جھوٹ کو نبی معصوم کی تعلیم کے مقابل پیش کررہے ہیں! کیا آپ جھوٹوں کے نبی کی اُمت میں شمار چاہتے ہیں یا سچے نبی کی اُمت میں؟

ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’مسیح کا دعویٰ خدائی شراب خوری کا نتیجہ لگتا ہے (ست بچن ص ۱۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶) مسیح کے پاس تو صرف ایک ہی چیز تھی شراب لیکن مرزا قادیانی شراب، افیون اور بھنگ تینوں استعمال کرتے تھے۔ وہ خود تو اب نہیں ہیں لیکن شاید کوئی قادیانی محقق ہمیں بتاسکے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ خدائی۔ کس چیز کے استعمال کی وجہ سے تھا، شراب؟ افیون؟ یا بھنگ؟ یا پھر ان تینوں کی ’’پاک تثلیث‘‘ کا کارنامہ ہے؟

کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ:

کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ ’’واشہد ان محمد رسول اللہ ہے‘‘ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں‘‘ اس کے ساتھ مرزا قادیانی کا

کیا سلوک ہے پہلے نعوذ باللہ، مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنتے ہیں، پھر خود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتے ہیں پھر اپنا مقام اس سے بھی آگے بڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا بیٹا اس خیال کو آگے تک بڑھاتا ہے اور کلمہ کو بھی مرزا قادیانی پر چسپاں کر دیتا ہے۔

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں: ''اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔'' (یہ عبارت عربی، فارسی و اردو میں لکھی ہے۔ ناقل) (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) اب دیکھئے جس شخص کا دعویٰ ہو کہ وہ سرتاپا عشق رسول ﷺ میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور (نعوذ باللہ) رسول پاک ﷺ میں کوئی فرق نہیں اس کا اپنے محبوب رسول ﷺ کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟ کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے بہ نسبت ان عاشق محمد ﷺ کا بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے صاحب سے۔

لکھتے ہیں: ''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔'' (پیغام صلح ص ۳۸، خزائن ج ۲۳ ص ۴۶۵)

علم تو دور کی بات ان سلطان القلم کی تحریر دیکھیں، نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں، سرور کونین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی والدہ اور والد کے لئے کوئی تعظیم کا لفظ نہیں۔ ذرا ''جس کا باپ'' اور ''جس کی ماں مر گئی'' کے الفاظ کھلے طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ دل میں کوئی تعظیم نہیں، کوئی محبت نہیں، صرف کسی ذریۃ البغایا کی طرح منہ سے کہہ دیا کہ میں محبت کرتا ہوں۔

''آنحضرت ﷺ کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا، کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے۔''

(ایام الصلح ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۶ حاشیہ)

''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹)

''ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ ﷺ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا'' (ملفوظات، جلد ۶ ص ۵۷)

رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارہ میں اس علم پر یہ برتا کہ مجھ میں اور رسول کریم ﷺ میں تفریق نہ کرو اور اس پر دعویٰ یہ کہ یہ مقام مجھے عشق محمد ﷺ کے طفیل ملا جس سے عشق ہے، ان کی پیدائش کا بھی علم نہیں، ان کے والدین کا بھی علم نہیں، ان کی اولاد کا بھی نہیں علم؟ اس قسم کے کافی علوم مرزا قادیانی کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے سارے دعوے حب رسول کے نا صرف غلط تھے بلکہ وہ رسول پاک ﷺ کی پاکیزہ سوانح عمری ہی سے واقف نہیں تھے! بلکہ ان کا حب رسول کے دعووں کا مقصد نا صرف رسول کریم ﷺ کے مقام پر قبضہ کرنا بلکہ اپنی ذات کو اس سے بڑھ کر پیش کرنا تھا۔ اس لئے جہاں بھی مرزا کا موقع چلا ہے رسول کریم ﷺ کی تحقیر کا کوئی موقع بھی نہیں جانے دیا۔ یہ علیحدہ بات کہ چاند پر تھوکا اپنے منہ پر ہی گرتا ہے۔

مرزا قادیانی نے لکھا: ''آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔'' (مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان، نمبر ۶۶ ج ۱۱ ص ۹، ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

آپ ﷺ پر ہی اس قسم کا گھناؤنا الزام؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین کر کے کافر نہیں ہوا؟

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اور آپ ﷺ ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لتے پڑتے تھے۔'' (منقول از اخبار ''الفضل نمبر ۶۶ ج ۱۱ قادیان ص ۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء) جس نبی ﷺ کی شریعت پاکی اور پلیدی کے خطوط انتہائی واضح کرتی ہے کہ اس مقدس نبی اور ان کے پاک صحابہ کی سیرت طیبہ پر غلاظت اچھالنا، مرزا قادیانی کا ہی حوصلہ ہے! کیا یہ مہدی یہی ہدایت لے کر آیا ہے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لیکن بغض ہے کہ بڑھتا ہی جاتا ہے مرزا قادیانی کو چین نہیں لینے دیتا، لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۷۰، حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۵)

مرزا قادیانی اپنے آپ کو خاتم الانبیاء قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ! ''کیونکہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ''و آخرین منهم لما یلحقوا بهم'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے۔''

(بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

لیکن بیس برس کیوں خاموش رہے اور دنیا کو نہیں بتایا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں بلکہ مدعی نبوت پر لعنتیں بھی ڈالتے رہے۔ اگر خاموش رہے اور نہیں بتایا تو جرم کیا کیونکہ نبی کو وحی آگے لوگوں کو بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے نہ کہ بیس بیس برس تک چھپانے کے لئے اور اگر بیس برس وحی کی سمجھ ہی نہیں آئی تو دنیا میں ایسی وحی وصول کرنے والے سے بڑا مجہول، غبی اور پاگل کوئی نہیں ہو گا اور ایسے کو وحی کرنے والا کم از کم خبیر اور علیم اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا۔ دونوں

طرح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ پر سوال اُٹھتا ہے اور ان کے ہر دعوے کو ملیامیٹ کرتا ہے۔

اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ ”میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریک ہے۔“ (کشتی نوح ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۶۱) اس سے بڑا جھوٹ کوئی نہیں، یہ فقیر در مصطفی ﷺ اسی قادیانی جماعت میں پیدا ہوا، سدھایا گیا اور اس جماعت میں مختلف حیثیتوں میں چالیس سال سے زیادہ اعزازی عہدوں پر کام کیا۔ الحمدللہ، اللہ نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو اس تاریکی سے نکال لیا! ہم حق الیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے تمام فرقوں کی سوچ، ذہنیت، علم، عمل مرزا قادیانی کی دی ہوئی غلامی، حرص مال، دوسروں کی ذلت، مرزا خاندان کا مراقی خبط عظمت، ناشکرے پن، انصاف دشمنی، دوسروں پر حکم چلانے کی خواہش، انسانیت سے دشمنی، بالخصوص مسلمانوں، مسلمان ملکوں اور اسلام کی تباہیوں کی خواہش، مسلمانوں کی ہر تکلیف پر خوشی محسوس کرنا، قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگوں کی تصنیفات میں تحریف کرنا، عبادات کا حلیہ بگاڑ دینا، سب مل کر مرزا قادیانی کے بخشے ہوئے ایک ایسے اندھیرے بلیک ہول کی حیثیت اختیار کر گئی ہے کہ نور کی اس میں کوئی کرن نہیں اور جہاں اگر کوئی اچھا کام ہو بھی جائے تو مرزا قادیانی کا بخشا ہوا اندھیر انگل لیتا ہے۔

اور ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے والد کے دعاوی کو تقویت دیتے ہوئے نعوذباللہ اپنے خیال میں رسول کریم ﷺ کا وجود بھی ختم کر دیا اور اس کو اپنے ابا کا وجود قرار دے دیا۔ لکھتا ہے: ”چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں۔“ (کلمۃ الفصل، ص۱۰۴، مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم اے) اس کا مطلب ہے کہ اگر ایک ہی وجود ہوا تو مرزا قادیانی نے انکار نبوت کرتے ہوئے لوگوں کے اعتراضات پر کفر کے فتوے اور جتنی لعنتیں ڈالی ہیں ان کا مورد کون ہوا؟ استغفر اللہ!

مرزا قادیانی اپنے قلم اور منہ سے تو آنحضور ﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں اپنے آپ کو ان کا خادم قرار دیتے ہیں لیکن جب ہم حقیقتاً ان کی تحریروں کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ خود اور ان کی اولاد اور ان کے علماء دراصل مرزا قادیانی کو نا صرف خاتم الانبیاء اور ان کے وجود بابرکت کے طور پر پیش کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مرزا قادیانی کو آنحضور ﷺ سے بڑھ کر قرار دیتے ہیں۔ نعوذباللہ۔ اس پر بے شمار حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ موضوع اس مضمون میں زیادہ تفصیل سے نہیں دیا جا سکتا یہاں عبادات اور ارکان اسلام کے بارہ میں مرزا قادیانی کا عمل اور سوچ اور تحریر کو اتنے ہی اختصار کے ساتھ دکھایا جا رہا ہے جس سے صرف قاری کو ان وجوہات کا کسی حد تک اندازہ ہو سکے کہ مسلمانوں کا رویہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے لیے کھنچا ہوا اور فاصلے پر رہنے والا کیوں ہے؟

دعویٰ برتری:

اس فقیر نے جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی نظر میں اور اپنی اولاد اور جماعت کے باعلم طبقہ میں آنحضور ﷺ سے برتر تھے یا نہیں، یہ حوالہ دیکھئے ان کے ایک صحابی کا۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اور اس نظم پر مرزا قادیانی نے نا صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اس کو لٹکایا (اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اس کی پیش کردہ نظم کو) کاش کوئی غیرت مند اس وقت مرزا قادیانی اور ان کے اس صحابی قاضی ظہور الدین اکمل کو الٹا لٹکا دیتا تو ممکن ہے کہ لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ جاتے اور یہ بات مرزا قادیانی کی موت سے تقریباً پونے دو سال قبل کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بہت اچھی طرح سے بٹھا چکے تھے۔ قاضی ظہور الدین اکمل کی بھتیجی اور کئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہو چکے ہیں۔ فالحمدللہ! اغالباً اسی شاعر کے کچھ اور شعر

محمد ہے چارہ سازی اُمت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

....

آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشتوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۰ ص ۱۱، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا قادیانی اور خلیفہ دوئم کہتا ہے کہ ہر شخص رسول کریم سے بھی بڑھ سکتا ہے: ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان، نمبر ۳ ج ۱۰، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(جاری ہے)

بقیہ:............ اداریہ

"آپ کا شکوہ بجا ہے، دراصل ہم نے کام کو تقسیم کر رکھا ہے، کچھ حضرات کے ذمہ سیاست کے امور ہیں اور کچھ مدارس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔"

"قطع کلامی کی معافی، لیکن جن کے ذمہ امور سیاست ہیں وہ اپنے بھائی بیٹوں کو ضمنی الیکشن میں جتوانے کے سوا کیا کر رہے ہیں، سب ہی کی زبانیں گنگ ہیں، مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا احمد لدھیانوی صاحب سب چپ ہیں۔"

"آپ نے ٹھیک کہا، درست فرمایا آپ نے".... مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب کے کھلے دل سے اس اعتراف کے بعد سیلانی نے عرض کیا:

"پھر ان کے کان کھینچئے ناں، آپ تو بڑے ہیں، آپ تو ان کی گوشمالی کرسکتے ہیں" حضرت رفیع عثمانی سے مختصراً گفتگو کے بعد بھی سیلانی کے جی کا بوجھ کم نہیں ہوا۔ اس کے سامنے اخبار کا بڑا سا صفحہ پھیلا ہوا تھا جس پر اس دلخراش منظر کی تصویر کلیجہ شق کرنے کو کافی تھی۔ اس کی نظروں سے کفن میں لپٹے وہ پھول چہرے نہیں ہٹ رہے تھے جو ماما، ماما اور بابا، بابا کہتے زمین پر تڑپ تڑپ کر مر گئے، وہ سوچنے لگا کہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جسم کے کسی حصے، عضو میں تکلیف ہو تو درد پورا جسم محسوس کرتا ہے، ایسا ہوا بھی، ماسکو کا بدمست سرخ ریچھ دریائے آمو عبور کر کے کابل پہنچا تو پاکستانیوں نے اپنے افغانی بھائیوں کی خوب خوب مدد کی، عرب بھی الجہاد الجہاد کا نعرہ لگاتے ہوئے پہنچے اور خط اول پر افغانوں کے ساتھ اپنا خون بھی بہایا۔ کشمیریوں نے پکارا تو بھی پاکستانیوں نے لبیک کہا، دہشت گرد، گھس بیٹھیے کے طعنے بھی سنے، امریکا کی لعن طعن بھی برداشت کی، مگر منہ نہ موڑا۔ عراق پر امریکا نے جارحیت کی تو کراچی کی سڑکوں پر احتجاج کرنے والے امڈ آئے۔ فلسطین میں اسرائیل کی جارحیت کے خلاف پانچ پانچ کلومیٹر کی احتجاجی ریلیوں کا سہرا بھی دینی جماعتوں، علماء کرام اور ائمہ کرام کے سر جاتا ہے۔ امام خمینی کی اپیل پر فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے ابھی تک رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کو یوم القدس منایا جاتا ہے، لیکن مصر میں اخوان اور شام میں سنی مسلمانوں کی شہادتوں پر پاکستانی مذہبی جہادی جماعتوں کی "بے خوف قیادت" کو سانپ کیوں سونگھ گیا، انہیں قاہرہ اور دمشق میں بہنے والا لہو لال شربت کیوں لگ رہا ہے؟ کیا ہزاروں انسانوں کا قتل بالی وڈ کی کسی فلم کا سین ہے، جسے دیکھ کر صرف نجی محفلوں میں ڈسکس کیا جاسکتا ہے.... آل سعود مصر میں مسلمانوں کے قتل میں براہ راست ملوث ہے، اس کے نزدیک اخوان دہشت گرد اور جنرل سیسی کی بغاوت عوامی ردعمل ہے۔ آل سعود، اخوانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والی فوجی باغی حکومت کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے پانچ ارب ڈالر دے چکا ہے قطر اور کویت نے بھی اپنے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں کہ ان کی بادشاہت کے لئے کوئی اخوان تحریک نہ اٹھے.... یہ حقیقت بچ کے کس پردے میں لپٹی ہوئی ہے کہ ہمارے علماء کرام کو نظر نہیں آرہی، کیا سعودیہ کی ناراضگی کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف سے بڑھ کر ہے؟ رمضان میں شیخوں سے زکوۃ فطرانہ لینے کے لئے عمرے کا ویزہ کا نہ لگا تو مدارس بند ہو جائیں گی؟ جدہ کی فیاضی سے مستفید نہ ہوئے تو تنظیمیں نہیں چلیں گی.... تمام مسالک کے علماء نے ایک ہو کر آنکھیں پھیر رکھی ہیں، ان کی آنکھوں پر بندھی مسلک کی پٹی انہیں دمشق میں تین سو گیارہ پھول لاشیں دیکھنے نہیں دے رہی اور آل سعود کی ناراضگی کے خوف نے قاہرہ کے لہو لہو منظر دھندلا رکھے ہیں، لے دے کر ایک جماعت اسلامی ہی رہ گئی ہے جو اپنے تئیں ریلیوں، مظاہروں، احتجاجوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ دمشق اور قاہرہ کے بہتے لہو نے آئینے پر سے گرد صاف کر کے کتنوں ہی کے چہرے واضح کر دیئے ہیں۔ منظر واضح ہے کہ مصلحت کی پالیسی والے حمام میں صرف ہمارے سیاست دان ہی ننگے نہیں، ہم صحافی خواہ مخواہ آصف علی زرداری، الطاف حسین، چوہدری شجاعت پر برستے رہتے ہیں.... سیلانی غم و غصے کی کیفیت میں بھرا بیٹھا سامنے اخبار میں چھپی تصویر میں مسجد کے صحن میں سفید کفن میں لپٹے ننھے منے وجودوں کو اداس نظروں سے دیکھتا رہا دیکھتا رہا اور دیکھتا چلا گیا۔"

(روزنامہ امت کراچی، ۲۴؍اگست ۲۰۱۳ء)

ان سطور کو بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ کیا ہم اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو بتائیے ان مظلوموں کے خلاف آواز کون بلند کرے گا اور رزمین انبیاء پر رہنے والی عوام پر کیے گئے ان مظالم کا مداوا کون کرے گا؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحابہ اجمعین۔

راہِ حق سے بھولا ہوا مسلمان!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ''دین اسلام'' ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے۔

”چوہدری افضل حق“

”وتعالیٰ جدک“

ترجمہ: ”اور اونچی ہے شان تیری۔“

نفس کا غرور عقل کو اُچک کر بے ہودہ پندار میں گرفتار کردیتا ہے۔ انسان اپنے سائے کو دیکھتا نکلتا ہے، وہ تن کر چلتا ہے، اسے اپنی شخصیت کے طول و عرض کے لحاظ سے کھلے سے کھلا بازار بھی تنگ نظر آتا ہے، کبھی اپنے حسن و جمال پر اتراتا ہے، کبھی دوسروں پر نگاہِ قہر ڈال کر اپنے رعب وداب کا خود ہی جائزہ لیتا جاتا ہے، کبھی حکومت اور دولت کے نشہ سے مجبور ہوکر زبردست غریب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ذلت سے خطاب کرتا ہے، کبھی اپنے خاندان پر فخر کرتا ہے کہ میرا ہی خون اعلیٰ اور پاک ہے، دیکھو منی کا گندہ قطرہ کتنی دون کی لیتا ہے، قوموں کو کچل کر کوئی شہنشاہ بھی بن جائے تو کیا۔ نظامِ عالم کی وسعت پر غور کرو، اَن گنت ستارے اس دنیا میں بڑی بڑی دنیائیں ہیں، ان دنیاؤں میں کون کہہ سکتا ہے ایسے کتنے اور پاگل ہوں گے جو دنیا کے ان انسانوں کی طرح اپنی بڑائی کی بڑ ہانکتے ہوں گے۔ اے مغرور! دیکھ یہ دنیا وسیع نظام کائنات میں ایک ذرۂ خاک ہے اور اس ذرہ خاک میں بھی تیری حیثیت کیا ہے، قطرۂ منی تیری ابتداء، خاک مذلت تیری انتہا، اس پر بھی یہ غرور، تیری عقل پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

آ! اس کائنات کے پروردگار کے حضور میں گردن جھکا، انسان کا ہر قطرۂ خون ایک آباد دنیا ہے، پانی کی ہر بوند لاکھوں جانداروں کی بستی ہے، دوربین سے ستاروں ہی کو نہ دیکھو، خوردبین سے پانی اور خون کے قطرے کو دیکھو، وہاں بھی جہان آباد ہے، کیا تعجب کہ خون اور پانی کے ان کیڑوں کے دماغ میں بھی انا الموجود لاغیری کا کیڑا سمایا ہو، اور وہ اپنی حقیر دنیا میں اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہ لاتے ہوں، دوسروں پر نظر حقارت ڈال کر گزرنے والو! کائنات کی بے پایاں وسعتوں میں اپنی حقیر شخصیت پر نظر کرو اور پروردگار عالم کی شان دیکھو، دنیائے بسیط میں ستارے صحرائے اعظم کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں، دنیا بھی ان ذروں میں ایک ذرہ ہے، پھر اس ذرہ خاک میں انسان ذرا سا ذرہ ہے، کیا حق نہیں ہے کہ رب العالمین کی شان کے مقابلہ میں اپنی شان بھول جائیں اور غرور کو چھوڑ کر خاکساری اختیار کریں، اپنی عقل اور اپنے عمل کو سب کچھ نہ سمجھیں، تکبر کی بجائے تدبر اختیار کرکے ''وتعالیٰ جدک'' کی حقیقت پر نگاہ رکھیں، تڑپ تڑپ کر اسی قدرت والے کے حضور میں سجدہ ریز ہوکر اس کے احکام کی پیروی کے لئے بڑھیں۔

لیکن راہِ حق سے بھولا ہوا مسلمان خود ہر جگہ غیروں کا غلام ہے، مگر کلمہ گویوں کو کمین سمجھ کر ان سے جانوروں کا سا سلوک کرتا ہے، ہندوستان کے کسی گاؤں میں جاکر اس علم میں اضافہ کرو کہ کس طرح ایک مسلمان زمیندار اپنے مسلمان کاشتکاروں کو غلاموں سے بدتر بنا رکھتا ہے، انہیں کمین یعنی کمینے کے نام سے یاد کرتا ہے، اے ظالم سرمایہ دار! کیا غریب بھی کمینہ ہوتا ہے اور پھر کلمہ گو، ہم نے پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سیدھے اور صاف دین کو کیسا ناپاک کردیا، امراء کے کتے چارپائیوں پر مخمل کے گدیلوں پر سوتے ہیں، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب نام لیوا ستر پوشی کے محتاج پھرتے ہیں، یہ کتوں کا منہ چوم لیتے ہیں، لیکن کمین قوم کے کلمہ گو بھائی کو گلے لگانا تو کجا ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلانے کو اپنے شرف کے خلاف سمجھتے ہیں۔

اسلام کے ایسے گھناؤنے نمونے نمازوں کے زور سے خدا کی خوشنودی کی جنت میں داخل ہونے کی

جوگی قبیلے کے ۳۰۰ افراد مشرف بہ اسلام

میرپور بٹھورو (نامہ نگار) میرپور بٹھورو کے قریب گاؤں شیر خان لونڈ میں ہندو جوگی قبیلے کے ۳۰۰ افراد نے جن میں مرد، خواتین اور بچے شامل ہیں، کلمہ پڑھ کر دین اسلام قبول کرلیا۔ جمعیت علماء اسلام کے مقامی رہنما کے ہاتھوں مسلمان ہونے والوں کے اسلامی نام بھی رکھ دیئے گئے۔ اس موقع پر منعقدہ تقریب میں سیاسی وسماجی اور مذہبی شخصیتوں نے بھی شرکت کی۔ نواز لیگ رہنماؤں لالہ اسماعیل شورو، عبدالغفور سومرو، شاہنواز لونڈ، امین لونڈ، ایوب لونڈ اور دیگر شامل ہیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶/اگست ۲۰۱۳ء)

توقع رکھتے ہیں۔ اے عزیزو! ہزار دفعہ سن لو کہ ایسی نمازیں بے کار ہیں، جن کا نتیجہ خدا کے حکموں پر آمادگی نہ ہو اور وہ عبادتیں شیطانی اطمینان اور دھوکے ہیں، جن سے انسان بے خطر انسانوں کی توہین، ذلت اور مصیبت کا باعث بنتا چلا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یعنی ہمارے سردار زید رضی اللہ عنہ کا حال سنو کہ غلام تھا مگر آقا نے بچوں کی طرح محبت کی۔ آج کل کا امیر گالی سمجھے گا، مگر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہنوئی بنایا، انسانی حقوق کے معاملہ میں تو خدا کے پیغامبر نے مسلم اور غیر مسلم میں بھی امتیاز روا نہ رکھا، چہ جائیکہ دین کے بھائی کو دنیا میں ذلیل رکھا جائے۔ عبرت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتی ہے کہ اے آسمان زمین پر یہ کیا اندھیر ہے کہ نام نہاد مسلمان امرائے امت رسول ہی کو بدتر از غلام بنا رکھا ہے۔ ان کی مدد تو کجا ان کا ہی خون چوس کر اپنے چہروں کے رنگ میں اضافہ کرتے ہیں۔ ان کی بہو بیٹیوں کی برملا عصمت لوٹ کر اپنے نفس کی خوشی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں، وہ اپنی شان اور خاندان کی عزت کی عمارت کی تعمیر غریب مسلمانوں کو بے توقیر کرکے کرتے ہیں، حالانکہ نمازوں میں وہ ”وتعالیٰ جدک“ کا رات دن زبانی اقرار کرتے ہیں اور اپنی شان اور جاہ وجلال پر اپنے جیسے انسانوں کی خوشیاں قربان کرکے خوش ہونے والے لوگو! تم نے خدا کی بھولی بھالی مخلوق کو کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے۔ تم نے اپنے جیسے انسانوں کو سرمائے کے سنہری روپہلی دام میں گرفتار کیا اور شخصی حکومت کی آہنی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے، حالانکہ حق یہ تھا کہ اس بڑی شان والے خدا کے مظہرات جمال وجلال کو دیکھ کر اپنی حقیر ہستی کا سجدوں میں گر گر اقرار کرتے اور کئی ہمت سے مخلوق خدا کی مشکلات کم کرنے کے لئے جان لڑا دیتے، لیکن تمہیں کیا ہوا کہ جب تم فاخرہ لباس پہن کر اور آئینہ رو ہو کر سج دھج سے گھر سے نکلتے ہو تو تمہیں دوسرے انسان کیڑے مکوڑے نظر آتے ہیں۔ اے نادان! اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان اور اس عمل کی زندگی میں نیکی کاشت کرلے، کون جانتا ہے کہ کب بلاوا آئے۔ عزیز! اللہ کی عبادت کا غازہ مل لے اور مخلوق خدا کی خدمت کا زیور پہن لے، کس کو خبر ہے کہ عمر کی گھڑیاں کب تمام ہوجائیں۔

اس علم کے دریا حضرت انور شاہؒ کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ کبھی جذب ومستی میں آکر گاتے بے ساختہ جھوم جایا کرتے تھے:

رنگالے چنر یا گندا کے ری سیس
تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن
نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
کھڑی منہ تکے گی اری ایک دن

یہ اشعار پڑھ پڑھ کر ان کی آنکھیں ساون کا سماں باندھ دیتی تھیں اور سننے والوں کے قلب پر رنگ برسنے لگتا تھا، جو لوگ زندگی خدمت دین وخلق میں بسر کرنے کے باوجود اپنی کوتاہیوں کے اقرار سے بے چین ہوئے۔ ان کا ان لوگوں سے کیا مقابلہ کیا جائے، جنہوں نے عمر امارت کے غرور اور حکومت کے نشے میں کاٹی اور انہیں کبھی توفیق نہ ملی کہ عیاشی کی رنگین راہوں کو چھوڑ کر حسن عمل یعنی خدائے پاک کی محبوب مخلوق کی خدمت کا عزم لے کر اٹھیں۔

(جاری ہے)

مستورات کی تبلیغی جماعت

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی رائے

مستورات کی تبلیغی جماعت میں مجھے بذات خود اپنی اہلیہ اور بچی کے ساتھ شرکت کا موقع ملا۔ مستورات کے تبلیغی عمل کا میں نے خود مشاہدہ کیا، جس میں شریعت کے تمام احکام کی مکمل پابندی کی جاتی ہے اور پردے کے تمام احکامات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ مستورات کی تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جو شرائط رکھی ہیں وہ مکمل شریعت کے مطابق ہیں اور ان شرائط کی پابندی نہ کرنے والی مستورات کو تبلیغی عمل میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی۔ ان تمام امور کے بعد میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت میں شرکت کے عدم جواز کا فتویٰ کیوں دیا جاتا ہے؟ میری رائے میں مستورات کا اس طرح تبلیغ کے لئے جانا درست اور جائز ہے۔

مستورات کی جماعتوں کی وجہ سے ہزاروں عورتوں کی اصلاح ہوگئی ہے اور بہت سی عورتیں جو بے حجاب کھلے بندوں بے پردہ نکلتی تھیں اور قرآن کریم نے جس کو ”تبرج الجاهلیه“ کہا ہے اس کا پورا پورا مظاہرہ کرتی تھیں الحمدللہ! ان مستورات کو دیکھ کر، ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کی دینی باتیں سن کر ان کی اصلاح ہوگئی ہے اور اب وہ مکمل حجاب کے ساتھ نکلتی ہیں۔ اس لئے اس ناکارہ کے نزدیک تو شرائط مرتبہ کے مطابق نہ صرف مستورات کا تبلیغ میں نکلنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ، خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے۔ ہمارے ہاں جو بے پردگی کا عام رواج ہوا ہے اور الا ماشاء اللہ کوئی گھرانہ مشکل ہی سے اس طوفان بلاخیز سے محفوظ رہا ہوگا، اس کی ابتدا انگریز نے غیر مسلم استانیوں کے ذریعے کی اور بالآخر اس تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کرلی۔ اگر بشرائطہا معروف تبلیغی جماعت میں مستورات کی نقل وحرکت کو رواج دیا جائے تو انشاء اللہ! اس کے بہت مبارک اثرات ظاہر ہوں گے۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً۔

حافظ محمد سعید لدھیانوی

اسلام زندہ باد

فرماگئے یہ ہادی لانبی بعدی

تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

مسلم کالونی چناب نگر
32 واں دو روزہ سالانہ عظیم الشان
ختمِ نبوۃ کانفرنس

بتاریخ 31 اکتوبر 1 نومبر جمعرات جمعۃ المبارک

زیرِ صدارت
حکیم العصر، محقق دوراں، ولی کامل، محبوب العلماء
حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیرِ سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیرِ نگرانی
حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات:
توحید باری تعالیٰ جل شانہ
سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
عقیدۂ ختمِ نبوۃ
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
عظمتِ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
اتحادِ اُمّت

اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611
لاہور: 0300-4304277